Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جملہ حقوق محفوظ

اوم تت ست

ایکم میوادوتیم

برہم کرپا ہی کیولم

مادیت و دہریت کی تردید

مصنفہ

جیمس فریمین کلارک صاحب

جسکو

لالہ رام نرائن گپتا بی۔اے۔ ایل ایل بی نے سلیس اردو میں

اور باصلاحِ مناسب شردھے پرکاش دیوجی پرچارک براہمو دھرم نے

شائع کیا

براہم سمت ۷۶ ماہ نومبر ۱۹۰۵ء

بحسن اہتمام منشی میراں بخش پرنٹر

مطبع رفاہِ عام سٹیم پریس لاہور

بار اول (تعداد جلد ۱۰۰۰) قیمت فی جلد ۴ر

CHECKED 1973 Initial

133,U

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اصولِ براہمو دھرم

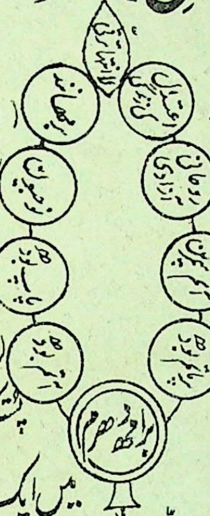

(۱) کُل کائنات کو پیدا کرنیوالا ایک پرماتما ہے۔ جو کامل ابدی اور لاثانی ہے +

(۲) وہ قادرِ مطلق۔ علیم۔ عادل۔ پاک۔ مُحبّتِ کُل۔ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے +

(۳) رُوح انسانی غیر فانی اور لاانتہا ترقی کرنے کی قابلیت و خاصیت سے مشرف ہے +

(۴) پرماتما سب کا باپ ہے اور سب مرد و عورتیں روحانی آزادی و دھرم جیون حاصل کرنے کے استحقاق میں برابر ہیں +

(۵) اپنی زندگی میں اعتدال اور کُل مخلوق کے ساتھ اتحاد رکھنا رُوح کی علّت غائی ہے +

(۶) اِس علّت غائی کے موافق عمل کرکے رُوح اپنے اور اوروں کے لئے مُفید ورنہ مُضر بنتی ہے +

(۷) سادھو مہاتما اور دھرم پُستکیں دھرم جیون حاصل کرنے میں ایک حد تک مددگار ہونے کی وجہ سے شردھا اور تعظیم کے لائق ہیں مگر وہ مُکتی حاصل کرنے کا کامل ذریعہ نہیں ہیں +

(۸) رُوحانی عبادت اور پرماتما کی مرضی کے موافق خیال۔ کلام اور عمل کرنا ہی سچی نجات ہے +

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دیباچہ

133;U

یہ کتاب انگریزی کے مشہور ٹریکٹ ہمی میٹریل ازم انڈ ایتھی ازم رفیوٹڈ مُصنفہٗ جیمس فریمین کلارک کا اُردو ترجمہ ہے کہ جو اُردو دان اصحاب کے فائدے اور واقفیّت کی غرض سے نذر ناظرین کیا جاتا ہے۔ لائق۔ فاضل اور نکتہ رس مُصنّف نے اس مضمون کو چار ابواب" (۱) ہم کیونکر جانتے ہیں۔ کہ ہم رُوح رکھتے ہیں (۲) ہم خدا میں کیوں یقین کرتے ہیں۔ (۳) مُنکرِ خدا کی کائنات کے بابت تھیوری یعنی خیالات (۴) مُکمّل اور نامُکمّل وحدانیت"۔ میں منقسم کر کے اُن پر نہایت سنجیدہ اور مُدلّل طور پر بحث کی ہے*

باوجودیکہ یہ ٹریکٹ بہت عرصہ کا لکھا ہُوا ہے۔ تاہم نئے اور پُرانے ناستک لوگ خدا کی ہستی پر جتنے اور جس قسم کے اعتراض پہلے کرتے تھے۔ یا اب تک کرتے ہیں۔ قریباً ہر ایک کو فرداً فرداً اُنہیں کے الفاظ میں لکھ کر ایسے مُدلّل طور پر مگر سنجیدگی اور معقولیّت کے ساتھ تردید کی ہے۔ کہ سوائے پرلے درجہ کا مُتعصب اور ہٹھی ہونے کے حقیقی حق جو مگر راستہ بھولے ہوئے شخص کو راہِ راست پر لانے اور

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

گمرہی سے بچانے کے لئے کافی ووافی ہونے کے علاوہ اُس کی سچّی الجھنوں کا بہت اچھّا سلجھاؤ اور تشفّی بخش جواب بھی ہے *

ہمارے ملک کے دھرم سے خالی خُشک ذہنی تعلیم یافتہ نوجوان کہ جن کو عموماً گھر میں دھرم کی تعلیم مُطلق نہیں ملتی۔ یا جو کچھ خانگی رسوم وسنکاروں وغیرہ میں دھرم کے نام سے اُن کو سکھایا اور بتایا جاتا ہے۔ وہ موجودہ زمانہ کے سائنس کی معلومات کے مقابلہ میں غلط اور توہمات سے پُر ہونے کی وجہ سے یہی نہیں کہ ذہنی طور پر اُن کی تسلّی و تشفّی کا باعث نہیں ہوسکتا بلکہ عموماً اُنہیں اُس قسم کے دھرم سے ہی کہ جس کو اندھے ایمان کی بناء پر قبول کرنے کی اُنہیں ہدایت ملتی ہے لاپرواہ بنا دیتا ہے۔ اور چونکہ وہ سب عقاید خدا کے بھیجے ہوئے ہادیوں کی تعلیم یا الہام وغیرہ کے نام سے منسوب کئے جاتے ہیں۔ اِس لئے ایسے لوگوں کو بالطبع الیسی تعلیم کے منبع خدا کے نام سے ہی ایک گونہ نفرت اور چڑھ ہوجاتی ہے۔ مگر لائق مصنف نے چوتھے باب میں مُکمّل اور نامُکمل وحدانیت کی تشریح کرتے ہوئے بہت خوش اسلوبی سے تمام مذاہب کے عقائد کی خوبیوں اور غلطیوں کا مختصر طور پر ذکر کر کے کسی حق جو شخص کو مذکورہ بالا قسم کی غلط فہمیوں اور لغزشوں سے بچنے اور حقیقی وحدانیت کی طرف رجوع ہوسکنے کے لئے سمجھنے بوجھنے کا بخوبی موقع دیا ہے +

تیسرے باب میں ناستک لوگوں کی کائنات کے متعلق تھیوری اور قانون پکاسٹش وغیرہ کے پیروؤں کی اوٹ لے کر اُن کے دھاندل مچانے کا نہایت سنجیدہ طور پر اور اُن کے ہی عقیدوں کی بناء پر اُنہیں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

چاروں طرف سے گھیر گھار کر اُن کا جیسا کچھ قافیہ تنگ کیا اور زبان
حال سے خود اُن کے ہی مُنہ سے اُن کے اپنے عقائد کی جیسی کچھ لغویت
ظاہر کی ہے وہ سارے کا سارا ہی بیان باوجود سنجیدہ ہونے کے ایسا
پُر لُطف اور لطیفوں سے پُر ہے۔ کہ ناستک بیچاروں کی اُس تنگ حالی
پر بے ساختہ ہنسی۔ افسوس اور رحم کا بھاؤ پیدا ہوتا ہے +

خدا پرستوں میں چونکہ عام طور پر سب ہی لوگ بچار شیل نہیں ہوسکتے
یا وہ مذہبی عقاید اور رسوم کو راستی۔ بھلائی۔ نیکی اور پاکیزگی کے خیال
سے تب پچھلے بزرگوں اور داناؤں کے مُقرر کردہ راستوں پر چل کر پُورا
کرنے کے سوائے اس پہلو میں بچار کرنے کے لئے کافی وقت نہیں
دے سکتے۔ اس لئے ناستک لوگ سائنس سائنس کی پکار مچا کر اُن کے
عقاید پر کھلّی اُڑاتے رہتے ہیں۔ مگر کہاوت ہے۔ کہ لوہے کو لوہا کاٹتا
ہے۔ اور اسی لئے فاضل مصنّف نے کہ جو سائنس میں اعلےٰ درجہ کی
دستگاہ اور ملکہ رکھتا ہے سائنس کی ہی بنا پر اور سائنس کے ہی حوالوں
اور دلائل سے اُنہیں ایسا چکّر دیا۔ اور ہر طرف سے اُن کے نکل بھاگنے
کے راستوں کو روک کر ایسا سیدھا کیا ہے۔ کہ وہ سیدھے مُنہ سے
اور کان کو ہاتھ لگا کر خدا کی ہستی کے قائل ہو جانے کے سوائے ان
معقول دلائل کا کوئی جواب دینے تک کی جُرأت نہیں کر سکتے۔ یا جواب
دینے کی تاب نہیں لا سکتے +

اخیر پر میں ناستک صاحبان کو خصوصاً اور آستک اصحاب کو اس لئے
کہ وہ ناستکوں کے گُمراہ کُن پیچیدہ مسائل سے خبردار ہو کر اُن کی تردید کرنے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کی قابلیت حاصل کر سکیں عموماً اس کتاب کے دیکھنے کی بہت زور کے ساتھ سفارش کرتا ہوں ۔ کیونکہ میرا اس ٹریکٹ کے ترجمہ کرانے کا یہی منشأ اور مدعا ہے ۔ اور اس ترجمہ کرنے میں بھائی رام نرائن گپتا صاحب بی ۔ اے ۔ ایل ۔ ایل ۔ بی نے جو محنت اور تکلیف گوارا کی ہے دلی پاک بھاؤں کے ساتھ اُن کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ان الفاظ کے ساتھ اس دیباچہ کو ختم کرتا ہوں +

مُبارک ہیں وہ کہ جو اپنی ہستی کی ہستی اُس پرم ہستی کو دیکھ اور پہچان کر دلوں دن اُس کے نِکٹ ہونے اور اُن کے پریم سے بھرپور ہو کر پوتر بھاؤں کو اپنے اندر جذب اور پیدا کرنے کا سادھن اور یتن کرتے ہیں +

پرکاشں دیو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بابِ اوّل

یہ ہم کیونکر جانتے ہیں کہ ہم رُوح رکھتے ہیں؟

یا مادّیت اور غیر مادّیت

اِنسانی فطرت کے نہایت ہی پُرانے اور عام عقیدے کے بموجب انسان رُوح اور جِسم دو اجزاؤں سے مُرکّب ہے۔ رُوح تو وہ بذاتِ خود ہے اور جِسم اس سے تعلق رکھتا ہے۔ اصلی تو وہ رُوح ہے۔ اور جِسم بمنزلہ اس کے اوزاروں کے صندوق کے ہے۔ رُوح سے ہی ضمیر۔ ارادہ (مرضی) عقل اور محبت کا تعلق ہے۔ رُوح کے لحاظ سے تو وہ آزاد ہے۔ لیکن اِس لحاظ سے کہ اس کی رُوح جِسم کے اندر ہے وہ محدود ہے، جِسم رُوح کی مدد کرتا ہے۔ اور اس کا خادم ہے۔ لیکن تاہم اس کو نظر بند اور قید رکھتا ہے۔ رُوح خدا اور بہشت کی طرف پرواز کرنا چاہتی ہے۔ لیکن جِسم اس کو دُنیا اور دقّت کی طرف کھینچتا ہے۔ کیا پُرانے زمانے میں اور کیا موجودہ وقت میں کیا مُہذّب اور کیا غیر مہذّب۔ کیا فلسفہ دان اور کیا کسان۔ کیا چینی پارسی۔ ہندو۔ یونانی۔ رومن اور کیا عیسائی اور مسلمان ہر ایک کا یہی عقیدہ رہا ہے۔ اور

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

قریباً سب ہی قدرتی طور سے یہ مانتے ہیں کہ انسان کے اندر کوئی ایسی غیر مادی شے ہے۔ کہ جو دیکھی۔ چھوئی اور سُنی نہیں جا سکتی۔ جس کو حواس کے ذریعہ سے محسوس نہیں کر سکتے۔ جس کو (تعقل) چیتنا ہی محسوس کر سکتی ہے۔ اور جو اِس مادی غلاف کے ٹوٹنے اور علیحدہ ہو جانے پر بھی جبکہ جسم اپنے عناصر میں مل جاتا ہے۔ بطور غیر از جسم جوہر قائم رہتی ہے۔ اِس عالمگیر رائے کا ایک ثبوت تو ہر زمانہ اور ہر ملک میں عام لوگوں کے درمیان بھوتوں کی ہستی میں یقین کا ہونا ہے یعنی کوئی قوم یا کوئی زمانہ ایسا نہیں ہُوا کہ جس میں جُہلا میں کم و بیش بھوتوں کے امکان کا یقین نہ ہُوا ہو۔ لیکن اگر انسان میں جسم کے سواء اور کچھ نہ ہوتا تو جسم کے فنا ہونے کے بعد کچھ نہیں رہ سکتا تھا۔ اس لئے اگر کوئی شخص یقین رکھتا ہو۔ کہ بھوت کا ہونا ممکن ہے۔ اگرچہ وہ یہ بھی نہ مانتا ہو کہ کبھی کوئی بھوت واپس آیا ہے۔ تو اس کا رُوح میں یقین کرنا لازمی ہے۔ اس لئے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ رُوح کا یقین نہ صرف تعلیم یافتہ اور عالم شخصوں میں ہی پھیلا ہُوا ہے۔ بلکہ اَن پڑھ اور جُہلا میں بھی طبعی طور سے پایا جاتا ہے۔ لیکن ہمارے عُلما و فضلا بھی رُوح کی ہستی میں یقین رکھتے ہیں۔ کیونکہ اُنھوں نے جسم کے نیست ہو جانے پر بھی ایک لگاتار حیاتِ ابدی کو مانا ہے۔ سقراط اور افلاطون جو کہ زمانہ گذشتہ میں اعلےٰ درجہ کے غور و خوض اور سوچ بچار کرنے والے ہوئے ہیں۔ وہ تعلیم دیتے ہیں کہ رُوح کی ہستی جسم سے ایک بالکل الگ ہستی ہے اور شاید کہ رُوح ہی جسم کا منبع ہو۔ دنیا کے بڑے بڑے مذاہب مثلاً مصری۔ یونانی۔ رومن اور پارسی۔ بودھ۔ کنفیوشس کے پیرو (چینی) اور محمدی بھی یہی تعلیم دیتے ہیں۔ غرض تمام اس عقیدے میں مُتفق ہیں۔ کہ انسان رُوح اور جسم ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

البتہ روح کی صفات کے متعلق اُن کے مختلف خیالات ہیں - تاہم تمام نے کسی نہ کسی معنوں میں اس کو قبول کیا ہے +

جسم بذات خود بھی مادہ سے کچھ زیادہ ہے - مادے کے ذرّے خواہ کسی طرح سے ملے ہوئے ہوں - بذات خود ایک زندہ جسم نہیں بنا سکتے - جہاں کہیں زندگی اور بالیدگی ہے (جو کہ ایک زندہ جسم بناتی ہیں) وہاں ہی ایک زندہ رُوح اُن عناصر کو میل دینے کے لئے ضرور ہونی چاہئے - مادے کے ذرات ہر ایک انسانی جسم میں آتے جاتے رہتے ہیں - ہمارے جسم میں آج وہ مادی ذرات موجود نہیں ہیں جو کہ کچھ دنوں پہلے تھے - سوال پیدا ہوتا ہے - کہ تب یہ جسم کی ایکتا کہاں سے آگئی - اور کونسی شے اُن عناصر سے ایک اور وہی جسم بناتی ہے - کوئی ایسی شے نہیں جو کہ نظر آسکے - کوئی ایسی شے نہیں جس کو جراحی چاقو جسم کے ہر ایک عضو کو چیرتا ہوا معلوم کر سکے - کوئی ایسی شے نہیں جس کو باریک سے باریک کیمیائی تقسیم analysis بھی دریافت کر سکے - تو بھی ایک ایسی طاقت ہے - جو کاربن اکسیجن اور چونہ کو جمع کرتی ترتیب دیتی - اور تبدیلی پیدا کرتی ہے - اور اُن کو ترتیب دیکر سالہا سال تک ایک اور وہی زندہ صورت قائم رکھتی ہے - انہی واقعات سے مجبور ہو کر ارسطو کہتا ہے کہ انسان میں ایک نفس ناطقہ (عقل) ہے - ہر ایک حیوان کے اندر ایک زندہ رُوح (من) ہے - اور ہر ایک پودہ کے اندر ایک روئیدگی پذیر رُوح (پران) ہے - اسی طرح پیدائش کی کتاب (باب اول - آیت ۲۰) عبرانی[1] میں لکھا ہے - کہ "پانی سے ہر ایک حرکت کرنے والے جانور جو کہ رُوح رکھتے ہیں - بکثرت پیدا ہوں" - ہمارے مترجم ظاہرا اس لفظ (رُوح) سے ڈرتے تھے اور بجائے "رُوح رکھتے ہیں" کے لکھتے ہیں

[1] (بائبل کی اصلی زبان عبرانی ہے - بعد ازاں اُس کا ترجمہ یونانی - لاطینی میں کیا گیا تھا - مترجم)

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کہ "ہر ایک شے جوکہ زندگی رکھتی ہے" ۔ آگے چلکر آیت ۳۰ زبان عبرانی میں لکھا ہے۔ جنگل کے ہر ایک درند اور ہوا کے پرند اور زمین پر رینگنے والے کیڑے جن میں کہ زندہ رُوح ہے"۔ ہماری انجیلوں کے حاشیہ پر عبرانی لفظ کا ترجمہ رُوح کیا ہُوا ہے ۔ انجیل حیوانوں میں رُوح ماننے سے نہیں ڈرتی تھی ۔ آیا یہ غیر فانی یا فانی رُوح ہے ۔ یہ دوسری بات ہے حیوانوں میں روح غیر فانی ہو ۔ لیکن تاہم جہاں کہیں زندگی ہے وہاں محض مادہ سے کچھ اور بھی زاید ہونا چاہئے ۔ ایسی شے جوکہ مادّہ کی تقسیم کیمیائی کرنے سے معلوم نہیں ہو سکتی +

مسیح کے الفاظ روح کی اصلیت اور موت کے بعد اُس کی ہستی کا ثبوت دیتے ہیں ۔ مسیح کہتا ہے ۔ کہ "اُن سے مت ڈرو جو کہ جسم کو مارتے ہیں کیونکہ اس سے زیادہ وہ کچھ بھی نہیں کر سکتے ۔ لیکن میں تم کو آگاہ کرتا ہوں کہ کس سے ڈرنا چاہئے ۔ اس سے ڈرو جو کہ جسم کو مارنے کے بعد بھی جہنم میں ڈالنے کی طاقت رکھتا ہے ۔ ہاں میں تم کو کہتا ہوں اس سے ڈرو"۔ حواری "خواہشات نفسانی جوکہ روح کے برخلاف جنگ کرتی ہیں"۔ کا ذکر کرتا ہے مسیح روحوں کا گڈریا کہلاتا ہے ہمیں ہدایت دی گئی ہے ۔ کہ "صبر کے ساتھ اپنی روحوں پر تصرف رکھیں"۔ اور "اُن کو سچ کی پیروی کر کے پاک بنا دیں" +

میں نے یہ فقرے رُوح کی ہستی کے بارے میں بطور ثبوت کے نئے عہد نامہ سے پیش نہیں کئے ۔ بلکہ صرف ان کی طرف اس لئے اشارہ کیا ہے ۔ کہ یہ عام رائے کی تواریخ کا حصہ ہیں ۔ اس سے وہ عالمگیر عقیدہ ظاہر ہوتا ہے ۔ کہ ایک غیر مادّی اصول جسم کو بناتا اور زندگی دیتا ہے ۔ رُوح کی ہستی کا نہایت ہی بدیہی ثبوت ۔ (جس نے غالباً رُوح کا یہ عالمگیر یقین پیدا کیا ہے) تمام ترتیب یافتہ اور زندہ وجود

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کا اتحاد (unity) ہے کینٹ (مشہور فلسفہ دان) کے قول کے مطابق
ایسے وجودوں کے تمام حصے ایک دوسرے کے مربوط (لازم ملزوم) ہیں۔ یہ فلاسفر
کہتا ہے۔ کہ ایک زندہ جسم میں ہر ایک حصے کی طریق ہستی کا سبب کُل میں شامل ہے
موت ہر ایک حصے کو اُن تبدیلیوں کے اندر سے گذرنے کے لئے جو کہ صرف اس سے
ہی خصوصیت رکھتی ہیں آزاد کر دیتی ہے۔ کودیر (ایک اور فلاسفر) بھی ایک زندہ
ہستی کی ایسی ہی تعریف کرتا ہے وہ بیان کرتا ہے۔ کہ ہر ایک تربیت یافتہ وجود
مکمل ہے۔ یعنی (ایک کُل بناتا ہے) جس کا مطلب ہے۔ کہ ایک پیوستہ مجموعہ کہ جس میں
ہر ایک حصہ کُل کے فعل کے تعلق میں کام کرتا ہے۔ اور اس کے تمام حصے
ایک دوسرے کے لازم ملزوم ہیں مثلاً اگر یہ گوشت خور حیوان ہے۔ تو اس کے دانت
اس کے پنجے۔ اس کے حرکت کرنے والے اعضاء۔ اس کے حواس۔ اس کے
ہضم کرنے والے آلات وغیرہ سب ہی اس مطلب کے لئے بنے ہوئے ہیں ایک
زندہ وجود قربت (jaxtaposition) کے ذریعہ سے
(جیسا کہ پتھر میں ہوتا ہے) نہیں بڑھتا۔ بلکہ نشوونما (intrasuscep-
tion) کا قانون اس کے اندر رہی ہے۔ اور زندگی ایک طاقت ہے
جو کہ قانون کیمیائی کے عمل کا مقابلہ کرتی ہے (یعنی جسم کو گلنے سڑنے نہیں دیتی)
کہ جو عمل موت کے بعد فوراً جسم پر شروع ہو جاتا ہے۔ اگر زندگی ایک خاص طرح سے
تربیت یافتہ مادہ میں ایک مادی بنیاد پر بھی مبنی ہو۔ تو بھی یہ زندہ وجود کے عناصر
کے اتحاد کا سبب نہیں ہو سکتی۔ اور وہ عمل کہ جس کو **دائمی تبادلہ ذرات**
(the vital vortex) کہتے ہیں۔ کس سبب سے جاری رہتا ہے؟
یعنی پرانے ذرات خارج ہوتے اور نئے اس کی جگہ لیتے رہتے ہیں +

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہر ایک زندہ اور تربیت یافتہ وجود میں ایک اتحاد پایا جاتا ہے۔ جو کہ علیحدہ علیحدہ حصوں یا علیحدہ علیحدہ حصوں کے مجموعہ میں نہیں پایا جاتا۔ یہ ایسی شے نہیں ہے کہ جس کو حواس محسوس کر سکیں۔ یا جس کو علم کیمیائی معلوم کر سکے۔ یہ ایسی شے نہیں ہے کہ جس میں مادہ کی خاصیتیں پائی جائیں تب یہ کوئی ایسی شے نہیں جو مادی ہو + اعتراض ہو سکتا ہے۔ کہ بعض اوقات ہم ایک مادی وجود میں بھی ایک ظاہرہ اتحاد دیکھتے ہیں۔ کہ جس میں ذرات آتے جاتے رہتے ہیں۔ لیکن صورت وہی قائم رہتی ہے۔ اور باوجود ان تمام باتوں کے ہم کبھی شک تک بھی نہیں کرتے کہ اس میں کوئی رُوح ہے۔ مثلاً بادل پہاڑ کی چوٹی پر ساکن رہتا ہے۔ اور وہی شکل قائم رکھتا ہے۔ حالانکہ تمام آبی بخارات کے ذرّے جن سے کہ یہ بنا ہُوا ہے۔ ایک طرف سے اس میں شامل ہوتے رہتے اور دوسری طرف سے باہر نکلتے رہتے ہیں۔ اسی طرح سے سیل تخ کی سطح پر گہرے کوئیں پائے جاتے ہیں کہ جن کو moulins عا کہتے ہیں۔ اور جو اپنی جگہ کو نہیں بدلتے۔ اگرچہ برف کے ذرات لگاتار بحساب ایک یا دو فٹ روزانہ کے آگے کو بڑھتے رہتے ہیں۔ لیکن ان حالتوں میں میل یا اتحاد بیرونی فزیکل طاقت سے پیدا ہوتا ہے۔ جو کہ مشاہدہ میں آ سکتی ہے۔ جبکہ آبی بخارات جو کہ نظر نہیں آتے ہَوا کے ذریعہ پہاڑ کے پہلو کی طرف دھکیلے جاتے ہیں۔ تو یہ پہاڑ سے گذرنے کے لئے اوپر اُٹھتے ہیں۔ اور جبکہ وہ ایک خاص بلندی تک پہنچ جاتے ہیں۔ تو ٹمپریچر (درجہ حرارت) کم ہونے کے باعث جلدی سے گرنے شروع ہوتے ہیں۔ اور بوندوں کی شکل میں نظر آتے ہیں۔ آگے چلکر یہ چوٹی کو عبور کر کے پہاڑ کے دوسرے پہلو کی طرف اُترتے ہیں۔ اور اس اترنے میں درجہ حرارت کے بڑھ جانے

عا قعر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہے وہ پھر بخارات کی شکل اختیار کرکے نظر آنے سے رہ جاتے ہیں۔ مگر یہ نتائج صرف بیرونی طاقتیں پیدا کرتی ہیں۔ لیکن کوئی بیرونی طاقت زندہ جسم کے اتحاد پیدا کرنے کا باعث نہیں ہے۔ بلکہ کوئی اندرونی عمل ضرور جاری ہے۔ اور یہ اندرونی عمل اُن تجربوں سے دریافت نہیں ہو سکتا۔ کہ جن کے ذریعہ سے فزیکل واقعات اور قانون جانے جا سکتے ہیں +

تاہم کچھ لوگ دُنیا میں ایسے بھی ہمیشہ ہوتے رہے ہیں۔ اگرچہ ان کی تعداد بہت کم ہے کہ جن کا خیال اس عقیدہ (یعنی روح کی ہستی) سے بالکل مختلف رہا ہے۔ اور وہ بیان کرتے ہیں۔ کہ انسان کے اندر مادہ اور مادے کے نتائج کے سوائے اور کوئی چیز نہیں ہے مثلاً یہودیوں میں صدوقی (Sadducees) یونانیوں اور اہل روما میں اپی کیورس* کے پیرو موجودہ زمانے کے لامذہب ایسا ہی خیال کرتے ہیں +

وہ لوگ یہ دلیل دیتے ہیں۔ کہ "مادہ کی ہستی کا ہم کو یقین ہے لیکن کسی اور شے (روح) کے وجود کا علم نہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ ہمارا جسم ہے۔ لیکن ہم یہ نہیں جانتے کہ ہمارے اندر روح بھی ہے۔ اس لئے روح کی ہستی نہ صرف ایک قیاسی بات ہی ہے۔ بلکہ غیر ضروری بھی۔ کیونکہ تمام ذہنی ظہوروں کا سبب مادہ کے نتائج ہو سکتے ہیں۔ اگر جسم خون کو ہڈی اور پٹھے میں تبدیل و منقسم کر سکتا ہے۔ اگر یہ خوراک کو ہضم کر سکتا اور ہوا سے کیمیائی مرکب بنا سکتا ہے۔ تو پھر کیا خیال اور جذبات کی طاقت پیدا کرنا اس کے اختیار سے باہر ہے۔ اگر جگر صفرا کو پیدا کر سکتا ہے۔ تو دماغ بھی خیالات کو ظاہر کر سکتا ہے۔ جب کہ ہم جسم کے تمام فعلوں کو معلوم کر لیتے اور اس کے انجام تک پہنچ سکتے ہیں۔ تو پھر کسی اور شے (روح) کے ہونے کی

*اپی کیورس یونان کا ایک مشہور فلاسفر ہو گزرا ہے جس کا یہ خیال ہے۔ کہ نفس کُشی درست نہیں لیکن جس کے بعد اس کے پیرؤں نے اس کی تعلیم [illegible]

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کیا ضرورت ہے۔ اور جب تک کسی اور شے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی تب تک ایک ہی باعث کو کافی سمجھتے ہیں (یعنی جب جسم تمام فعل کر سکتا ہے۔ تو روح کی کیا ضرورت ہے) +

بعض واقعات جو کہ ہمارے تجربہ میں آتے ہیں بظاہر لامذہب کی دلیل کی تصدیق کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں مثلاً جبکہ جسم تندرست اور مضبوط ہوتا ہے۔ تو خیالات اور حواس بھی درست اور برقرار ہوتے ہیں۔ اور جب جسم بیمار اور کمزور ہوتا ہے تو دل بھی کمزور ہو جاتا ہے۔ جب جسم بوڑھا اور ناتوان ہو جاتا ہے۔ تو یادداشت ناقص۔ قوت فیصلہ کمزور اور حواس سُست ہو جاتے ہیں۔ جب جسم مر جاتا ہے۔ تو انسان کی کوئی اور چیز باقی نہیں رہتی۔ اور اسی لئے لامذہب کہتا ہے۔ کہ "جہاں تک ہم جانتے ہیں انسان کا بھی خاتمہ ہو جاتا ہے"۔ کیونکہ اس کو روحانی ظہوروں سے قطعی انکار ہے دیکھو ایک پتھر سر پر آپڑتا ہے۔ اور کھوپری کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا دماغ میں دھنس جاتا ہے۔ اور تمام خیالات کا سلسلہ فوراً بند ہو جاتا ہے اور معطل رہتا ہے۔ آخر سرجن (جرّاح) آتا ہے کھوپڑی کو کھولتا ہے۔ اور دماغ سے بوجھ کو ہٹا دیتا ہے۔ فوراً خیالات اور حواس بحال ہو جاتے ہیں۔ لامذہب سوال کرتا ہے کہ "کیا یہ تمام واقعات ظاہر نہیں کرتے کہ روح جسم کا نتیجہ ہے" +

روح کو ماننے والا جواب دیتا ہے۔ کہ ہرگز ایسا نہیں ہے۔ ہاں یہ واقعہ اتنا ضرور ثابت کرتا ہے۔ کہ روح جب تک جسم کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ تو یہ جسم کے بغیر کام نہیں کر سکتی۔ ایک کاریگر بڑھئی سے اُس کے اوزاروں کا صندوق چھین لو اور وہ بالکل بے بس ہو جاتا ہے اور کچھ نہیں کر سکتا۔ کیا یہ ثابت کرتا ہے کہ بڑھئی اپنے اوزاروں کے صندوق کا نتیجہ ہے +

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جسم رُوح کے لئے بمنزلہ ایک اوزاروں کے صندوق کے ہے۔ رُوح جسم کے بغیر لاچار ہے لیکن اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ روح جسم کا نتیجہ ہے۔ جس طرح پر یہ بات کہ جراح اپنے آلات جراحی کے بغیر کچھ نہیں کرسکتا اِس امر کا ثبوت نہیں کہ جراح اپنے آلات جراحی کا نتیجہ ہے۔ اسی طرح سے یہ بات کہ روح اس دُنیا میں بغیر جسم کے کچھ کام نہیں کرسکتی اِس امر کا ثبوت نہیں کہ رُوح جسم کا نتیجہ ہے۔ فرض کرو کہ ابھی رُوح خیال کرتی ہے۔ محسوس کرتی ہے اور کام کرتی ہے۔ اور اس طور پر پورے جوش اور چستی کی حالت میں ہے۔ لیکن دفعتاً دماغ میں خون کے ایک قطرے کی زیادتی بھی اُن تمام خیالات کے سلسلے کو بند کردیتی ہے۔ یہ بات بالکل سچ ہے۔ اور ٹھیک اسی طرح سے ایک ہیئت دان جو اپنی دُوربین کے ذریعہ ایک بڑی بھاری دریافت کررہا ہے۔ ابھی ایک چھوٹی سی دھند کی جھلّی اس کے دوربین کے شیشہ پر پڑکر فوراً اُس کی دریافت کے سلسلہ کو بند کردیتی ہے۔ اور اُس کی تمام طاقت کا خاتمہ ہوجاتا ہے لیکن اس وقت تم یہ نہیں کہہ سکتے کہ چونکہ ہیئت دان اپنی دُوربین کے بغیر کچھ نہیں کرسکتا۔ اِس لئے وہ اپنی دوربین کا نتیجہ ہے تو پھر یہ دلیل کیسی کہ چونکہ رُوح جسم کے بغیر کام نہیں کرسکتی۔ اس لئے روح جسم کا نتیجہ ہے *

* **نوٹ**۔ یہ اعتراض پیش کیا جاتا ہے۔ کہ یہ مشابہت غیر مطابق ہے کیونکہ ہم بڑھئی اور جراح کی ہستی کو دیکھ رہے ہے۔ لیکن رُوح کی ہستی کا ہم کو کچھ علم نہیں ہے اگر اس مثال سے میرا مطلب روح کی ہستی کا ثبوت کرنا ہوتا۔ تو یہ اعتراض بالکل درست تھا۔ لیکن میرا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے۔ میں اس مثال سے صرف رُوح کی ہستی کے اِس اعتراض کی تردید کرتا ہوں کہ رُوح کا انحصار جسم پر ہے لامذہب

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

یہ دلیل دیتا ہے ۔ کہ چونکہ خیالات وغیرہ کا ظہور جسم کی حالت پر منحصر ہے ۔ اِس لئے وہ جسم کا نتیجہ ہے ۔ اِس لئے میرا یہ جواب ہے کہ ایسا ہونا لازمی اور ضروری نہیں ہے کیونکہ بعض کئی دوسری حالتوں میں بھی بعض ظہور خاص وجودوں کی حالت پر منحصر ہیں لیکن ہم جانتے ہیں ۔ کہ یہ اُن کا نتیجہ نہیں ہیں ۔ اگر تم کہتے ہو کہ الف ۔ بے کی خاص حالتوں کے بغیر ظاہر نہیں ہو سکتا ۔ اس لئے الف ۔ ب کا نتیجہ یا اُسکی خاصیت ہے لیکن میں یہ دکھلا کے جواب دیتا ہوں ۔ کہ ت ۔ د کی خاص حالتوں کے بغیر ظاہر نہیں ہو سکتا ۔ تاہم یہ بالکل ٹھیک ہے کہ ت ۔ د کا نتیجہ نہیں ہے +

رُوح ایک راگی کی مانند ہے ۔ جو کہ اپنے باجے پر بیٹھا ہوا دلکش اور سُریلا راگ نکال رہا ہے لیکن باجہ پُرانا ہو جاتا ہے ۔ اور پھُکنی نالیوں میں ہوا پہنچانے سے انکار کرتی ہے ۔ نالیاں کڑک جاتی ہیں ۔ اور پردے اُکھڑ جاتے ہیں ۔ اب راگی اُس باجے سے پہلے کی مانند راگ نہیں نکال سکتا ۔ جس طرح کہ باجہ بتدریج پُرانا کمزور خستہ ۔ بے سُرا ہوتا جاتا ہے ۔ اُسی طرح سے راگی کی طاقت کمزور ہوتی ہوئی معلوم دیتی ہے ۔ آخر باجہ آواز نہیں دیتا اور بند ہو جاتا ہے ۔ اِس وقت راگی کی طاقت کا بھی خاتمہ ہو جاتا ہے ۔ کیا تم اِس سے یہ نتیجہ نکال سکتے ہو کہ راگی بھی مردہ ہو گیا یا یہ کہ وہ باجہ کی ایک خاصیت تھا ۔ ہرگز نہیں اسکو ایک نیا باجہ دے دو ۔ اور تم دیکھو گے کہ اُس کی طاقت ویسی ہی زبردست ہے جیسی کہ ہمیشہ تھی پس جبکہ انسانی جسم بوڑھا اور دماغ کمزور ہو جاتا ہے ۔ تو پہلے جیسی نہ ہماری یادداشت اور نہ ہی خیال کی طاقت رہتی ہے ۔ اس کا سبب یہ ہے کہ خیال ۔ محبت ۔ یادداشت اور قوت متخیلہ کا آلہ پُرانا ہو گیا ہے پس بات صرف اتنی ہی ہے ۔ کہ رُوح کو ایک نیا آلہ (روحانی جسم) دے دو ۔ اور تم دیکھو گے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کہ اس کی طاقت ویسی ہی ہے جیسی کہ پہلے تھی +

لامذہب کہتا ہے۔ کہ "ہم کو مادہ کی ہستی کا تو یقین ہے لیکن رُوح کی ہستی کا یقین نہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ ہم جسم رکھتے ہیں۔ لیکن ہم یہ نہیں جانتے کہ ہم ایک رُوح بھی رکھتے ہیں یا نہیں" میں اس امر سے بالکل انکار کرتا ہوں میرا یہ دعوے ہے۔ کہ رُوح کی ہستی کے مقابل میں جسم کی ہستی کا یقین زیادہ بڑھ کر پُختہ اور واضح نہیں ہے۔ جس طرح سے ہم کو روح کی ہستی کا یقین نہیں ہے اُسی طرح سے جسم کی ہستی کا بھی یقین نہیں ہے۔ جسم کی بابت۔ جو کچھ کہ ہم جانتے ہیں۔ یہ صرف اُس کی خاصیتوں کا علم ہے۔ یعنی یہ سخت یا نرم۔ مربع یا گول۔ میٹھا یا تلخ۔ رنگین یا بے رنگ۔ خوشبودار یا بے خوشبو۔ لذیذ یا بے ذائقہ ہے۔ اسی طرح سے ہم روح کی خاصیتیں بھی جانتے ہیں۔ کہ یہ ایسی شے ہے کہ جس میں خیالات یا یادداشت کی طاقت۔ امید یا خوف۔ محبت یا نفرت پسند یا انکار ہے۔ مجھ کو اس امر کا ایسا ہی یقین ہے کہ میں محبت کرتا ہوں۔ خیال کرتا ہوں۔ اور پسند کرتا ہوں۔ جیسا کہ اس امر کا یقین ہے کہ میں چھوتا ہوں۔ چکھتا اور سونگھتا ہوں۔ مَیں اپنے خیالات کو ایسی اچھی طرح سے جانتا ہوں جیسا کہ اپنے محسوسات کو +

تُم کہتے ہو کہ تُم کو مادہ کا علم ہے لیکن رُوح کی بابت کچھ خبر نہیں ہے۔ اچھا بتلاؤ تو سہی کہ مادّہ کیا ہے؟ تم صرف یہی جواب دوگے کہ مادّہ وہ شے ہے کہ جس کو ہم اپنے حواس کے ذریعہ سے معلوم کر سکتے ہیں۔ یعنی مادّہ وہ ہے جس کو مَیں آنکھوں سے دیکھ سکتا۔ زبان سے چکھ سکتا۔ ہاتھ سے چھو سکتا۔ ناک سے سونگھ سکتا اور کانوں سے سُن سکتا ہوں۔ بہت اچھا۔ لیکن میں خیال کو تو نہیں چھو سکتا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جذبہ کو نہیں چکھ سکتا - ارادہ کو نہیں سونگھ سکتا - اپنی امید یا خوف کو نہیں ماپ سکتا
پھر تو یہ مادہ نہیں ہیں - بلکہ اس سے کچھ غیر تب دنیا میں مادے کے سوائے کچھ
غیر شے بھی ہے - یعنی ایسی شے کہ جس کی ہستی کے ہم ٹھیک ویسے ہی قائل ہیں جیسے
کہ مادے کی ہستی کے لیکن مجھ کو جسم کی نسبت روح کا زیادہ یقین ہے - فرض کرو
کہ میرے سامنے کوئی چیز ہے - مثلاً سیب - میں سیب کو دیکھتا ہوں - لیکن میں
کیا دیکھتا ہوں - تم جواب دو گے - کہ میں کوئی شے گول - رنگدار - خوشبودار اور
ذائقہ دار دیکھتا ہوں - لیکن ایسا نہیں - جو کچھ میں معلوم کرتا ہوں - میرے اندر
ہی گولائی - رنگ اور خوشبو کی حس موجود ہے - لیکن حس تو دماغ کے اندر ہے -
میں یہ کس طرح سے جانتا ہوں کہ کوئی چیز گول سرخ اور میٹھی میرے چھونے چکھنے
اور سونگھنے کے اعضاء سے باہر ہے - جو کچھ کہ میں معلوم کرتا ہوں - صرف حس ہی ہے
لیکن یہ حس تو سیب میں نہیں ہے - یہ حس تو میرے اپنے اندر ہے - میں یہ کس طرح سے
جانتا ہوں - کہ میری حس کے باہر ایک سیب بھی ہے - میں تسلیم کرتا ہوں کہ سیب کے
ہونے کو میں جانتا ہوں - لیکن اب سوال یہ ہے کہ میں کس طرح جانتا ہوں کہ سیب مجھ سے
باہر ہے - میں جواب دیتا ہوں کہ عقل کے ذریعہ سے میں یہ نتیجہ نکالتا ہوں - میں
خود بخود اور عقلاً سمجھتا ہوں - کہ مجھ میں اُن حسوں کے پیدا کرنے کے لئے مجھ سے
غیر کوئی چیز ہونی چاہیئے - کیونکہ میں اپنی مرضی کے مطابق ان کو اپنے اندر پیدا
نہیں کر سکتا - پس میں اس کو مادہ کہتا ہوں - جو کہ میرے حواس کے ذریعہ مجھ پر عمل
کرتا ہے - لیکن وہ حس جو کہ میرے دماغ میں ہے - اور غیر مادی ہے زیادہ یقینی
ہے - بہ نسبت اُس نتیجہ کے جو کہ میں اِس حس سے نکالتا ہوں - میں حس کو جانتا
ہوں - اور سیب کی ہستی کا میں قیاس کرتا ہوں +

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بیشک اِن تمام ظہور میں دماغ ضروری اور اٹل طور سے عمل کرتا ہے۔ جبکہ ہم کوئی بیرونی ظہور حواس کے ذریعہ محسوس کرتے ہیں تو ہم کو نتیجہ نکالنا پڑتا ہے کہ کوئی ایسی شے ہے کہ جس سے وہ ظہور پیدا ہوا ہے۔ اور ہم اُس شے کو مادّہ کہتے ہیں۔ ٹھیک اسی طرح سے جبکہ ہم اندرونی ظہور چیتنتا کے ذریعہ محسوس کرتے ہیں یعنی جبکہ ہم اپنے اندر خیالات اور جذبہ محسوس کرتے ہیں۔ تو ہم کو اپنی نیچر کے قانون کے مطابق ضروری یہ نتیجہ نکالنا پڑتا ہے۔ کہ کوئی ایسی شے ہے۔ کہ جس میں یہ قائم ہیں۔ ہم اس کو روح کہتے ہیں۔ چونکہ یہ تمام ظہور یا جسم کی خاصیتیں دل کی خاصیتوں سے مختلف ہیں۔ اور چونکہ ہم کسی شے کو اس کے ظہور کے ذریعہ سے جان سکتے ہیں۔ تو ہم کو مجبوراً یہ نتیجہ نکالنا پڑتا ہے۔ کہ وہ مختلف جوہر ہیں۔ یعنی دو جوہر۔ ایک جسم اور دوسرا رُوح۔

اس لئے جب کبھی کوئی مجھ سے سوال کرتا ہے۔ "کہ تم کو رُوح کا علم کس طرح سے ہے" میں فوراً جواب دیتا ہوں کہ تم کو جسم کا علم کس طرح سے ہے۔ تم مجھ کو یہ بتلاؤ۔ اور پھر میں تم کو بتلا دونگا کہ مجھ کو روح کا کس طرح سے علم ہے۔ جو کچھ تم جسم کی بابت جانتے ہو وہ اس کی صفات۔ خاصیتیں یا ظہوروں کے ذریعہ سے ہے یہ تمام خاصیتیں قابل حس ہیں۔ جو کہ حواس کے ذریعہ معلوم ہوتی ہیں اور چونکہ یہ تمام خاصیتیں ایکدوسرے سے جکڑی ہوئی ہیں۔ تم ماننے کے لئے مجبور ہوتے ہو کہ کوئی چیز اُن میں اتحاد پیدا کرتی ہے۔ اور تم اُس کو مادہ کے نام سے نامزد کرتے ہو۔ بعینہٖ اسی طرح سے روح کا تمام علم اس کی خاصیتوں۔ صفات یا اُس کے ظہوروں کے ذریعہ سے ہم کو ہوتا ہے۔ اور ان تمام کو میں چیتنتا کے ذریعہ سے جانتا ہوں۔ میں اپنے خیالات کو قوّت باصرہ۔ شامعہ یا لامسہ کے ذریعہ سے نہیں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

محسوس کرسکتا۔ لیکن مجھ کو اپنے خیالات کا علم ہے۔ اور چونکہ میرے خیالات۔ جذبات۔ اِچھّا (مرضی) ایک دوسرے سے بندھے ہوئے ہیں۔ مَیں مجبوراً مانتا ہوں۔ کہ کوئی چیز ان میں اِتّحاد پیدا کرنے کا ذریعہ ہے۔ میں اُس کو روح یا جان کہتا ہوں +

اس لئے ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ہم کو رُوح کی ہستی کا ٹھیک ویسا ہی یقین ہے جس طرح کہ جسم کی ہستی کا۔ اور بیرونی دُنیا کی اصلیّت کا کوئی ایسا ثبوت نہیں دیا جاسکتا۔ جو کہ رُوح کی ہستی کی اصلیّت پر عاید نہ ہوسکے۔ اور کوئی بھی انسان ایسا نہیں ہے۔ کہ جو ذرا بھی قوّت اِدراک رکھتا ہو۔ اور اِس بات کو نہ سمجھ سکے۔ لیکن مَیں اس کو ذرا اور واضح طور سے بیان کرنا چاہتا ہوں +

اگر جسم کی حالتیں رُوح پر اثر ڈالتی ہیں تو رُوح کی حالت بھی جسم پر اثر کرتی ہے دیکھو ایک آدمی ابھی پوری جسمانی صحت کی حالت میں ہے۔ ابھی اُس کو ایک خط ملتا ہے۔ وہ اس کو کھول کر پڑھتا ہے۔ اور فوراً بیہوش ہوجاتا ہے۔ اور مُردہ کی طرح زمین پر گر پڑتا ہے۔ وہ خیال کہ جس کی خبر دماغ کو پہنچی ہے۔ فوراً جسم پر اثر کرتا ہے۔ اور دل کے فعل کو بدل دیتا ہے۔ اور دماغ سے خون کو کھینچ لیتا ہے۔ اس نتیجہ کے لئے تو کوئی فزیکل (جسمانی) باعث معلوم نہیں ہوتا۔ جسم کو تو کوئی بیرونی صدمہ نہیں پہنچا۔ سوائے اس اندرونی اثر کے جو کہ دماغ کے ذریعہ سے اس پر پڑا ہے۔ ایک اور مثال لو ابھی کمرے کے دوسری طرف کسی نے کوئی بات کہی اور تمہارے رُخسارے سرخ ہوگئے۔ یعنی وہ خیال کہ جس کی خبر روح کو دیگئی ہے خون پر اثر کرتا ہے اور اس کو تمہارے چہرے کی نالیوں میں پہنچا دیتا ہے۔ روح جسم پر ویسا ہی اثر کرتی ہے جیسا کہ جسم روح پر۔ چونکہ جسم کی حالت روح پر اثر کرتی ہے اس لئے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تم یہ دلیل دیتے ہو کہ رُوح بھی مادّی شے ہے پس اسی طرح جب روح کی حالت جسم پر اثر ڈالتی ہے۔ تو تم کو یہ نتیجہ نکالنا چاہئیے۔ کہ جسم غیر مادّی ہے۔ اگر ایک طرح کے واقعات ثابت کرتے ہیں کہ رُوح جسم کی ایک خاصیت ہے۔ تو دوسری طرح کے واقعات یہ ثبوت کرتے ہیں۔ کہ جسم رُوح کی ایک خاصیت ہے۔ اسی لئے بہت سے آدمی یہ دلیل دیتے ہیں۔ کہ روح اور جسم ایک ہی چیز ہیں لیکن یہ چیز مادّی نہیں بلکہ روحانی ہستی ہے۔ یہ قیاس کہ جس سے ہر ایک چیز رُوح ٹھیرتی ہے یقیناً زیادہ مُدلّل ہے۔ بہ نسبت اس قیاس کے جو کہ ہر ایک شے کو مادہ ٹھیراتا ہے لیکن واقعات کی بناء پر یہ دونوں ہی قیاس غلط ہیں۔ کیونکہ واقعات یہ ظاہر کرتے ہیں۔ کہ یہ دونوں مختلف جوہر ہیں۔ یعنی رُوح اور جسم۔ انسان روح ہے۔ جو کہ موجودہ حالت میں جسم میں رہتی ہے۔ جسم روح کے پہننے کی پوشاک ہے جسم رُوح کے رہنے کا مکان ہے۔ لیکن اُس نے اس مادی جائے رہائش کو چھوڑ کر اس دُنیا سے پرے ایک ایسے گھر میں رہنا ہے۔ جو کہ ہاتھوں سے نہیں بنایا گیا۔ اور بعد ازاں ایک ایسا لباس پہننا ہے جو کہ بہشتی ہے +

ہم جانتے ہیں۔ کہ ہم واحد ہیں۔ اور چیتنتا سے بڑھ کر اُس کے لئے کوئی بڑی شہادت نہیں ملتی۔ مادہ قابل تقسیم اور قابل پھیلاؤ ہے۔ ہر ایک مادّی شے کے حصّے ہو سکتے ہیں مثلاً اوپر اور نیچے۔ اندر اور باہر۔ دائیں اور بائیں لیکن ہم اپنی بابت ایسا خیال نہیں کر سکتے۔ ہم کہتے ہیں "میں خیال کرتا ہوں میں محسوس کرتا ہوں۔ میں خواہش کرتا ہوں۔ میں ناپسند کرتا ہوں۔ لیکن ہم اس "میں" (آئی) کی جو کہ محبت اور نفرت کرتی ہے۔ لمبائی۔ چوڑائی یا اُس کے قابل تقسیم یا قابل پھیلاؤ ہونے کا خیال نہیں کر سکتے۔ اور نہ ہی یہ کہہ سکتے ہیں کہ اُس کی کوئی اوپرلی یا نیچے کی طرف ہے۔ اِس لئے "میں" کہ جس کا ہم کو علم ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مادی نہیں۔ بلکہ ایک غیر مادی شے ہے۔ کیونکہ اس میں وہ خاصیتیں نہیں پائی جاتیں۔ جو کہ مادہ کے لئے ضروری ہیں۔ یعنی پھیلاوٹ اور تقسیم کی خاصیتیں +

جبتک روح جسم کے ساتھ ملی ہوئی ہے جسم کی حالت پر اپنا اثر ڈالتی ہے۔ جس طرح کہ ہمارے آرام یا بے آرامی کیحالت ہمارے رہنے کے مکان کی حالت پر منحصر ہوتی ہے۔ جو کہ آرام دہ یا تکلیف دہ ہے۔ لیکن اگر روح جسم کا نتیجہ ہوتی جس طرح کہ راگ باجہ کا نتیجہ ہے تو جسم کی حالت ہمیشہ اور باقاعدہ طور سے روح پر اثر ڈالتی اور اگر ایسا ہوتا تو ہم ہمیشہ جسم کی حالت کو دیکھ کر رُوح کی حالت کا نتیجہ نکال سکتے۔ مثلاً جب میں باجے کی نالی اور کمانی کی حالت کو جانتا ہوں تو میں ہمیشہ بتلا سکتا ہوں۔ کہ اس سے کس قسم کا راگ نکلیگا +

لیکن انسانی فطرت کی یہ حالت نہیں ہے۔ اگر رُوح کے اندر گہرے عقیدے زندہ خیالات اور فراخ دلی پائی جاتی ہے تو رُوح جسم پر سبقت لے جاتی ہے۔ اور اپنے خاکی چولے سے اوپر اُٹھتی ہے۔ مثلاً وہی بیوی اور ماں جو کہ پہلے کمزور تھیں کس قدر طاقتور اور مضبوط ہو جاتی ہیں۔ جبکہ اُن کو اپنے خاوند یا بچے کی تیمارداری کرنی پڑتی ہے۔ اور اُس وقت رُوح جسم کو خدمت کرنے اور حکم ماننے کے لئے مجبور کرتی ہے۔ اور غیر معمولی طاقت دیتی ہے کہ جو پہلے اُس میں نہیں تھی۔ اور جو سخت تھکاوٹ۔ بھوک اور بیخوابی کا مقابلہ کرتی ہے۔ تمام حفظ صحت کے قانون کو بدل ڈالتی ہے۔ اور کتنی ہی دفعہ ایک بڑے ذہنی جوش نے جسمانی بیماری کو دور کر دیا ہے۔ وہ دن آنیوالا ہے۔ جبکہ غالباً ذہنی علاج رائج ہوگا۔ اور تب بیمار آدمی ایسی جگہوں میں بھیجے جاوینگے۔ جہاں کہ جسم کا علاج مناسب ذہنی محرکات اور ذہنی خوراک کے ذریعہ ہوگا۔ اور لوگ بات چیت کے ذریعہ۔ اور گانے کے ذریعہ صحتیابی حاصل کرینگے۔ اور دانا طبیب بجائے گولیوں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور شربت وغیرہ کے اعلےٰ خیالات اور خوبصورت تصورات کا نسخہ دیا کرینگے۔ مجھ کو ایسے شخصوں کی مثالیں معلوم ہیں۔ کہ جن کی بابت ڈاکٹر مایوس ہو بیٹھے۔ لیکن انہوں نے اپنی زندگی کو قائم رکھنے کا مستحکم ارادہ کر کے بچا لیا۔ اور زبردست قوتِ ارادہ کے ذریعہ آہستہ آہستہ آتی ہوئی موت کو شکست دے کر پرے ہٹا دیا۔ بعض اوقات جبکہ جسم کمزور پڑتا جاتا ہے۔ تو دل مضبوط ہوتا جاتا ہے۔ اور جبکہ یہ خاکی چولا فنا ہو جاتا ہے۔ تو روح زیادہ بڑھتی ہوئی روشنی اور محبت کے شعلے میں بھڑک اٹھتی ہے۔ جسم خستہ ہوتا جاتا ہے۔ اور روح آگے آگے بڑھتی چلی جاتی ہے۔ حتےٰ کہ جسم کو چھوڑ کر وہ پہلے کی نسبت زیادہ تر و تازہ ہو جاتی ہے +

اگر روح کی صحت جسم کی صحت پر منحصر ہے۔ جیسا کہ اکثر ہم کہا کرتے ہیں۔ تو یہ بھی بالکل درست ہے۔ کہ جسمانی صحت بھی بہت کچھ روح کی صحت پر منحصر ہے۔ اگر ضمیر آرام کی حالت میں ہے۔ اور ایشور پر بشواس (بھروسہ) رکھنے والا دل فکر سے آزاد ہے۔ اور حسد۔ رشک اور نفرت کی آگ میں نہیں جل رہا۔ بلکہ اپنے ارد گرد تمام کے ساتھ بخوشی ہمدردی کرتا ہے۔ تو یہ تمام باتیں جسم کو تندرست اور جوان رکھنے میں ایک ذریعہ ہیں۔ خوف۔ فکر۔ پژمردگی۔ اور چڑچڑا مزاج ہم کو پیش از وقت بوڑھا بنا دیتا ہے۔ اگر ہم اچھی صحت کی حالت میں رہنا چاہتے ہیں۔ تو ہم کو ہوادار مکان میں رہنا۔ کافی جسمانی ورزش کرنا اور اپنے کھانے پینے کی احتیاط رکھنا ضروری ہے۔ لیکن زیادہ تر صحت کے معاون بشواس (بھروسہ) امید اور محبت (پریم) ہیں +

شاید تم یہ کہو گے کہ "ان تمام دلیلوں کی کیا ضرورت ہے۔ انسان تو وہی وجود ہے خواہ اس کے مرکبات (یعنی جس شے سے وہ بنا ہے) کو مادہ کہیں یا روح" لیکن

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

یہ محض ایک لفظی مسئلہ نہیں ہے بلکہ ہماری بہبودی و ترقی یا ادبار و تنزل کا دارومدار اسی پر ہے۔ ہم اپنے آپ کو جیسا کچھ خیال کرتے ہیں (جسم یا رُوح) اس کے مطابق ہی غالباً عمل کرنے کی بھی کوشش کرتے ہیں۔ مثلاً اگر ہم کہیں کہ ”انسان ایک اعلےٰ حیوان ہے۔ جو کہ نباتات کی طرح جڑ اور ڈھنٹھل۔ سورج اور بارش کے ذریعہ نشوونما پاتا ہے۔ وہ کھانے پینے۔ ہضم کرنے۔ سانس لینے۔ اپنی خواہشات کو پُورا اور جذبات کی سیری کرنے۔ اور تب بوڑھا ہو کر مر جانے کے لئے بنایا گیا ہے اگر ہم اپنے آپ کو ایسا ہی مان لیں۔ تو ہم اِنہی افعال حیوانی تک ہی محدود رہینگے اور اس سے آگے نہیں بڑھینگے۔ لیکن اگر ہم مانیں کہ ہمارے اندر کوئی مادہ پر اثر کرنیوالی شے (روح) بھی ہے۔ جو کہ خواہشات اور حواس پر فتح پا کر اُن کو اپنے مطیع رکھتی۔ اور جو تصور اور محبت کے ساتویں آسمان تک پہنچ سکتی۔ اور ضمیر اور عقل کے مطابق چلتی اور ایک منصوبہ باندھ کر اُس کی پیروی کر سکتی ہے۔ تب ہم غالباً اسی معراج کے مطابق زندگی بسر کرینگے۔ اور وہی کچھ ہو جائینگے۔ جو کچھ کہ ہو جانیکے قابل ہم اپنے آپ کو خیال کرتے ہیں +

قدرت کی شان و شوکت میرے دل میں بسی ہوئی ہے۔ اور اُس کے اندر میں خدا کی موجودگی کو محسوس کرتا ہوں۔ اکثر دفعہ سردی کی رات کو جبکہ آسمان بیشمار تاروں سے جھلملاتا ہے میں باہر جا کر اپنی دوربین کے ذریعہ سے اُن غایت ان گنت کروں کا گھنٹوں نظارہ کرتا رہتا ہوں۔ یعنی بڑے دوہرے ستارے جو کہ رنگ میں نیلے اور زرد یا ارغوانی اور سُنہری ہوتے ہیں۔ روشن تارا منڈل جو کہ آسمان میں ہیروں کے تاج کی طرح چمک رہے ہیں۔ اُس وقت مجھ کو ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ میں اس چھوٹے سے سیارے (زمین) کو چھوڑ کر خدا کی لامحدود کائنات میں گھوم رہا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہوں ۔ میں پہاڑوں کی عظمت کو پسپ رکرتا ہوں ۔ جو کہ چپ چاپ محیط ہوا میں شان وشوکت کے ساتھ اُٹھے ہوئے ہیں ۔ گویا کہ یہ بڑے سنتری ہیں جو کہ انسانوں کی جائے رہائش کی ہزارہا سال سے نگہبانی کر رہے ہیں ۔ میں سمندر کو دن دن بھر دیکھتا رہتا ہوں ۔ جبکہ یہ نا ختم ہونیوالی سُریلی آواز اور لگاتار لہروں کے ساتھ بہتا رہتا ہے ۔ میں سنسان جنگلوں میں خوشی پاتا ہوں ۔ جبکہ جھلملاتی ہوئی روشنی بیشمار پتوں میں سے گرتی ہے ۔ ہر ایک پودا اور جھاڑی بھی اپنی ایک ذاتی خوبصورتی رکھتی ہے ۔ لیکن یہ تمام نظارے انسانی روح کے سامنے کیا حقیقت رکھتے ہیں ۔ یعنی اس عظیم عقل کے سامنے جو کہ آسمانوں کو ماپ سکتی زمین کی خاک کا اندازہ لگا سکتی ۔ اور پہاڑوں کو ترازو میں تول سکتی ہے“ +

آدھی رات کے آسمانوں کا جلال اس بڑی روح سے کیا نسبت رکھتا ہے ۔ جو کہ صداقت اور خدا کی طرف رجوع کرتی اور اپنے ساتھ قوموں کی قوموں کو ابھار سکتی ہے مثلاً زرطشت ۔ کنفیوشس ۔ سقراط اور پال کی روح ۔ ایسی روحیں حواس اور خود غرضی کی زنجیروں کو لاکھوں انسانوں کے لئے توڑ ڈالتی ۔ اور بنی نوع انسان کو صداقت کی پیروی کرنے کے لئے آزاد کر دیتی ہیں“ جسمانی چیزوں کا جلال اور بات ہے ۔ اور روح کا جلال اور ۔ پھول کی اعلےٰ خوبصورتی اس نرم مادرانہ محبت اور شفقت کے سامنے کیا حقیقت رکھتی ہے ۔ جو کہ چھوٹے بچے پر چمک کر اُس کے دل میں زندگی اور روشنی کو پھونک سکتی ہے +

ایک نوجوان آدمی جو کہ نازمیں پلا ہے ۔ اور عیش و آرام میں رہا ہے ۔ سائنس ۔ ہنر اور علم ادب میں ماہر ہے ۔ ابھی اس نے زندگی کی منزل میں قدم ہی رکھا ہے ۔ جو کہ اس کو اپنے مہربان بازو پھیلا کر شہرت رسوخ اور محبت کے میدان میں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

خوش آمدید کہتی ہے۔ وہ اپنے ملک کی آواز کو اس کے خطرے کی حالت میں سنتا ہے اپنی تمام دلی آرزوؤں اور امیدوں کو اپنے ملک کی ضرورت کے لئے چھوڑ دیتا ہے۔ اور گولے اور گولیوں سے چھلنی ہو کر دشمنوں کی لعنت اور غضب کے درمیان مرنے کے لئے جاتا ہے۔ اس طرح سے نوجوان تھا۔ ویگیز کی فصیلوں پر مارا گیا۔ اور ہزارہا ایسے ہی بہادر لوگوں نے بھی اور اور جگہ اپنی زندگیاں دیں۔ اور جب کہ میں رُوح کی اس طاقت پر تعجب کرتا ہوں تو میرا لامذہب دوست آتا ہے اور کہتا ہے اوہ! "یہ دماغ کے کچھ حصوں کا فعل تھا۔ کہ اعصاب کے خاکستری مادے (Nervous tissue) نے حب الوطنی اور ضمیر کو پیدا کر دیا۔ جس طرح کہ جگر صفرا کو پیدا کر دیتا ہے"۔ لیکن میں اس کی بات کو باور نہیں کرتا۔ کیونکہ "جو کچھ گوشت سے پیدا ہُوا ہے۔ وہ گوشت ہے۔ اور جو کچھ رُوح سے پیدا ہُوا ہے وہ رُوح ہے"۔

۲۲۳ صدیوں سے زیادہ کا عرصہ گذرا جبکہ سقراط ایتھنز کی گلیوں میں وعظ کیا کرتا تھا۔ وہ آرام سے زندگی بسر کر سکتا اور اپنی عجیب غیر معمولی عقل کو دولت اور طاقت کے جمع کرنے میں خرچ کر سکتا تھا۔ اور موت کے وقت ہزارہا دوست اُس کے گرد جمع ہوتے مگر بخلاف اس کے اُس نے نوجوانوں کو انصاف پسند اور فیاض ہونے اور سب سے بڑھ کر خوبصورتی اور صداقت پسند بنانے میں اپنی زندگی صرف کی۔ اُس نے رُوح کے جلال کو ظاہر کیا۔ اور بیان کیا کہ جسم انسان نہیں ہے بلکہ حقیقی انسان رُوح ہے۔ تمام کمینہ پن اور بُرائی کے برخلاف اپنی آواز بلند کی۔ اور اِس طرح سے زبردستوں کو اپنا دشمن بنا لیا۔ اور آخرکار جبکہ موت کا فتوےٰ دیا گیا تو اپنے شاگردوں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

133

کے ساتھ حیات ابدی کے بارے میں بات چیت کرنے میں وہ گرمی کا دن گذارا۔ بات چیت کے ختم ہونے پر جبکہ وہ زہر کا پیالہ پینے ہی کو تھا تو اُس کے شاگردوں میں سے ایک نے دریافت کیا۔ کہ آپ کو کس طرح سے دفن کیا جائے۔ اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے۔ اُس نے جواب دیا کہ "اگر تم مجھ کو دفن کرنے کے لئے پکڑ سکتے ہو تو جس طرح چاہو اُس طرح دفن کر دینا لیکن کیا اتنی بات چیت کے بعد بھی تم یہی خیال کرتے ہو کہ یہ میرا جسم ہی سقراط ہے"۔ لامذہب ابھی تک ایسا ہی خیال کرتا اور سمجھتا ہے۔ کہ وہ عجیب صداقت جو کہ اتنی صدیوں کے گذرنے پر بھی ہم کو سبق دیتی اور ہمارے دل کو اُبھارتی ہے دماغ کے ایک خاکی گدود سے پیدا ہوئی تھی +

جسم خواہ کتنا ہی لطیف اور رقیق کیوں نہ ہو جائے کبھی رُوح نہیں ہو سکتا جسم ایسے حصّوں سے بنا ہُوا ہے۔ کہ جن کے بیشمار ٹکڑے ہو سکتے ہیں۔ رُوح واحد اور ناقابلِ تقسیم ہے۔ اگر میں صرف جسم ہی ہوں تو موت کے وقت جسم کے فنا ہو جانے پر میری ہستی بھی فنا ہو جاتی ہے۔ اور میں عناصر اربعہ میں تبدیل ہو جاتا ہوں۔ میں ہُوا۔ پانی اور خاک کا ایک جزو بن جاتا ہوں اِس مسئلہ کے ساتھ ہی حیات ابدی کا یقین اُڑ جاتا ہے +

میں ایک پیارے اور شریف دوست کی قبر پر کھڑا ہُوا ہوں ایسا دوست کہ جس کو میں اپنے سے بڑھ کر پیار کرتا ہوں۔ میں نے اس کو بہتر اور بہتر بنتے ہوئے۔ اپنے جذبات پر غالب آتے ہوئے۔ اپنی خود روی کو روکتے ہوئے فرض کے بڑے قانون کو اپنی زندگی کا قاعدہ ٹھیراتے ہوئے۔ تمام مصیبتوں اور نااُمیدیوں اور ناکامیابیوں میں خدا پر کُلی بھروسہ کرتے ہوئے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دیکھا ہے۔ اور اسی رفتار سے ہمیشہ اُس کے قدم کو آگے ہی اُٹھتے ہوئے اور سال بسال زیادہ سادگی پسند۔ نرم مزاج اور خدا کی محبّت کو پُورے طور سے محسوس کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ جہاں کہیں وہ جاتا تھا اس کی موجودگی برکت کا باعث ہوتی تھی۔ اس کے الفاظ اس کے لبوں سے فیاضی کا اثر لے کر نکلتے تھے۔ ہر ایک شخص اس سے مل کر بہتر اور خوش ہو کر جاتا تھا۔ آخر شِ عین زمانہ شباب اور اپنی مفید زندگی میں وہ اس دنیا سے کوچ کر جاتا ہے آخری دیدار کے لئے میں اُس کی زرد پیشانی پر نگاہ ڈال کر کہہ اٹھتا ہوں۔ "وہ تو مکمل زندگی کے درجہ میں پہنچ گیا ہے۔ ہم ہی مُردہ معلوم ہوتے ہیں۔ جو کہ اس دنیا میں پیچھے رہ گئے ہیں"۔ لامذہب کہتا ہے "ہائیں ہائیں یہ تو بالکل سائنس کے برخلاف ہے۔ وہ تو کاربن اور ہیڈروجن بن گیا ہے پہلے وہ صرف ترتیب یافتہ مادہ تھا۔ اب وہ بے ترتیب اور جُدا جدا ہو گیا ہے۔ اس کائنات میں کوئی اور اس کی جگہ لیگا۔ وہ تو ہمیشہ کے لئے نیست و نابود ہو گیا ہے" +

البتہ میں یہ نہیں کہتا کہ تمام لامذہب آئندہ کی زندگی سے انکاری ہیں۔ لیکن دہریہ پن کا قدرتی میلان انکار رُوح کی طرف ہے۔ دہریہ پن طبعی طور سے ہی آئندہ زندگی سے منکر ہے۔ کیونکہ حیات ابدی کے سمجھنے کے لئے رُوح میں یقین رکھنا لازمی ہے۔ جو کہ ہماری حقیقی اصلیّت ہے۔ ہمارا ایک ایسی روح میں بھی یقین رکھنا لازمی ہے جو کہ واحد۔ ناقابل تقسیم اور ناقابلِ نیست و نابود ہے۔ جو جسم میں رہ کر اتّحاد (میل گل) پیدا کرتی اور اپنے ہی نمونے پر مادّے کے تمام ذرّات کو لگاتار ترتیب دیتی ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جو خیالات اور تصوّرات کو ترتیب دینے کے قابل ہے۔ اور جو آزادانہ طور سے حرکت کر سکتی اور عقل کے مطابق ایک انجام کو خوب سوچ سمجھ کر اُس کی پیروی کر سکتی ہے۔ ہم کو ایک ایسی روح میں یقین کرنا چاہئے۔ جو کہ حالات کا کیڑا نہیں بلکہ اُن کو بنانیوالی ہے۔ اور جس کے اندر علم اور محبّت کی لامحدود قابلیتیں ہیں۔ ہم صرف اس طرح سے ہی حیات ابدی کو محسوس کر سکتے ہیں +
لیکن دہریہ پن اس سے بھی ایک قدم آگے چل کر خدا کو ہی معطل کر دیتا ہے اگر وہ سب کچھ کہ جس کا ہم کو علم ہوتا ہے مادّہ ہے۔ اور جس کو ہم خیال کہتے ہیں۔ اگر وہ بھی مادّہ کا نتیجہ ہے۔ تو تب ہم خدا کی بابت جو کہ ایک لامحدود روح ہے۔ کچھ نہیں جانتے اور کچھ نہیں جان سکتے۔ دہریہ پن کے مطابق مادہ اپنے قانون کے مطابق۔ معدنی۔ نباتاتی اور حیوانی زندگی میں نشو و نما پاتا ہے۔ اور اُن سے ہی خیالات۔ محبت اور مرضی کو پیدا کرتا ہے۔ انسان پیدا شُدہ نہیں ہے بلکہ ترقی یافتہ ہے دُنیا پیدا شدہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ خود اپنے آپ کو نشو و نما کرتی ہے +

دہریہ پن خدا کو تخت سے اُتار کر اُس کی بجائے نشو و نما کے قانون کے دیوتا کو اُس کا جانشین بنا کر اُس کی پرستش کرانا چاہتا ہے +

ہمارا خدا کی بابت علم ہماری اپنی روح کے علم پر مبنی ہے۔ اپنی عقل کی چیتنتا کے ساتھ بے انتہائی کا خیال لگا کر ہم خدا کو لامحدود روح کہتے ہیں ہم اس کو بھلائی کُل۔ پاکیزگی کُل اور آزادی کُل کہتے ہیں۔ لیکن ان الفاظ کے معنے سمجھنے کے لئے ہم ان صفات کا اپنے اندر مطالعہ کرتے ہیں۔ اگر ہم اس تمام روحانیت کو جو کہ ہمارے اندر ہے صرف ایک ترقی یافتہ! وہ خیال

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کریں۔ تو ہم اس کائنات کے سوائے کسی دوسرے خدا میں یقین کرنے کے ناقابل ہونگے۔ تب یہ کائنات خود بخود بنی ہوئی ہے۔ اس کا کوئی بنانیوالا نہیں ہے۔ یہ خود بخود حکومت کی جاتی ہے۔ اس کا کوئی حاکم نہیں ہے۔ اور اندھا اتفاق اور ظالم قسمت اُس کو جدھر لے جائے یہ اپنے تاریک راستے پر کسی اَن دیکھے اور ناتیار کردہ انجام کی طرف بھاگ رہی ہے۔ گویا نیچر یہ پن منطقی طور سے ناستک پنے کی طرف لے جاتا ہے +

لیکن خوش قسمتی سے انسان اس خشک عقیدہ سے تسلی پانے کے لئے نہیں بنایا گیا۔ بلکہ انسان جسم اور رُوح ہردو ہے۔ سچترتا اور ایکتا۔ آزادی اور قانون رُوح اور مادہ۔ آئنوالی حیات ابدی اور موجودہ قابلِ فنا جسمانی زندگی خدا اور دُنیا میں یقین کرنے کے لئے بنائے گئے ہیں۔ سائنس کے معنے علم کے ہیں۔ اور ہم رُوح۔ خدا اور ابدیت کو ٹھیک ویسے ہی اور اُسی طرح سے جانتے ہیں۔ کہ جس طرح ہمیں جسم۔ دُنیا اور وقت کا علم ہے۔ ہم کو اسی اعلےٰ گیان میں سیری پانی چاہئیے + اور یہ سمجھ لینا چاہئیے کہ ہماری بزرگی۔ شرافت اور آزادی ہمارے اپنے وجود کے روحانی اور ابدی پہلو کو دیکھنے۔ اور وقت اور حس سے اوپر جانے میں ہے۔ اور جبکہ وقت اور حس ہم سے ہمیشہ کے لئے جُدا ہو جائینگے۔ تو بھی رُوح باقی رہیگی۔ اور جب وقت نہیں ہوگا۔ اور نیز آسمان لپیٹے ہوئے کاغذ کی طرح کُھل جائینگے یا گذر جائینگے تب بھی رُوح کی خاصیت ایسی ہی رہیگی۔ خواہ تمام مادہ نیست و نابود ہی کیوں نہ ہو جائے +

نوٹ۔ بعض اوقات یہ کہا جاتا ہے۔ کہ کسی تھیوری (مسئلہ) کے بد نتائج سے یہ نتیجہ نکالنا کردہ مسئلہ غلط ہے۔ درست معلوم نہیں ہوتا۔ نیز یہ بھی کہا جا سکتا ہے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کہ میں نے اِس باب کے اخیر میں ایسا ہی نتیجہ نکالا ہے۔ بیشک میں یہ ظاہر کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ کہ مادیت کے ذریعہ سے روح کے تمام فیاضانہ اور اعلےٰ خیالات جلتے رہتے ہیں۔ اِس سے ہمارا خدا میں اعتقاد کمزور ہو جاتا۔ اور رُوح کے غیر فانی ہونے کی اُمید بالکل معدوم ہو جاتی ہے۔ کیا مفصلہ ذیل دلیل منطق کے قانون کے برخلاف ہے؟ مثلاً اگر میں یہ ثابت کر دوں۔ کہ ایک خاص یقین یعنی الف چند اور اعتقادوں یعنی ب۔ ج۔ د کے کہ جن کے متعلق ہمارے پاس عمدہ شہادت موجود ہو بالکل نامطابق ہے تو پھر کیا اُس خاص اعتقاد یعنی الف کو ترک کر دینا کچھ نامناسب ہے؟

اگر ہم کسی خاص مسئلہ کو ایک خاص دلیل کی بناء پر بلا اِس خیال کے کہ آیا وہ مسئلہ اُن مسائل کے کہ جنہیں ہماری عقل نے پہلے تسلیم کیا ہُوا ہے مطابق ہے یا غیر مطابق قبول کریں تو اس سے ہماری عقل کی کوتاہی معلوم ہوتی ہے +

کیا نتائج کا خیال کرنا غلطی ہے؟ ہرگز نہیں۔ کیا ایک سائنس دان علم کیمیا علم الارض۔ علم نجوم وغیرہ کے کسی نئے مسئلہ کو قبول کرنے سے پہلے اُس کے نتائج کا خیال نہیں کرتا؟ ضرور کرتا ہے اور وہ یہ دیکھتا ہے۔ کہ اِس مسئلہ کا اُن مسائل کے ساتھ کہ جو اسے پہلے معلوم ہیں کس طرح میل ہو سکتا ہے۔ آیا یہ سائنس کے معلوم شدہ قوانین اور صداقتوں کے مطابق ہے یا غیر مطابق۔ غرض ہر ایک مسئلہ کو کہ جو صداقت کا دعوےٰ کرتا ہے اس کسوٹی سے نہ پرکھنا چھچھورا پن میں داخل ہے۔ کیونکہ ہر ایک صداقت اپنی مطابقت رکھتی ہے۔ نیز کسی مسئلہ کے برخلاف یہ کافی دلیل ہے۔ کہ وہ ہم سے یہ چاہے کہ جو کچھ صداقت ہمیں پہلے سے معلوم ہے۔ ہم اُسے رد کر دیں۔ یہ بات کہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے۔ ابھی ردّی نہیں ہوئی ✦

موجودہ زمانے کا سائنٹیفک میٹریل ازم (دہریہ پن) جرمنی سے آیا ہے۔ اور فچ شلنگ اور ہیگل کے نہایت درجہ کی روحانیت کے مسئلہ کے برخلاف ایک کوشش ہے۔ اور دہریوں کے فرقے کا بڑا لیڈر بکنر "قوت اور مادہ" نامی کتاب کا مُصنّف ہے۔ یہ کتاب انکار رُوح کا ایک پاکٹ مینوئل ہے۔ اس کا بنیادی اصول یہ ہے۔ کہ "مادے کے بغیر کوئی قوت نہیں"۔ اور قوت کے بغیر مادہ نہیں"۔ اس کا خیال یہ ہے۔ کہ قوت مادے کی ایک خاصیت ہے۔ اور اس لئے مادہ ہی صرف ایک جوہر ہے نیز مادہ اور قوت دونو ہمیشہ سے موجود اور باہم اکٹھے رہے ہیں ✦

یہ ایک بالکل بیہودہ خیال ہے کہ قوت مادّے کے باہر یا اس سے اوپر ہے اور زندگی نہایت ہی ادنےٰ بیج سے خود بخود نمود کے ذریعہ نشوونما پاتی ہے اور مختلف اجسام کی تبدیلی سے آخرکار انسان ظاہر ہوتا ہے۔ اور خیال اور مرضی بھی مادّہ کے نتائج ہیں۔ مولسکاٹ کہتا ہے۔ کہ "فاسفورس کے بغیر خیال نہیں ہو سکتا"۔ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے۔ کہ جس سے روح کا ماننے والا انکار نہیں کریگا لیکن آگے چلکر وہ کہتا ہے۔ کہ "خیال مادہ کی ایک حرکت ہے"۔ البتہ یہ بات قابل یقین نہیں ہے۔ بکنر کی کتاب نہایت زوردار اور سلیس عبارت میں لکھی ہوئی ہے اور اُس کے کئی اڈیشن انگلستان۔ فرانس اور جرمنی میں چھپ چکے ہیں۔ وہ مادہ کی تعریف نہیں بتلاتا لیکن مسئلہ لاتجزّے کے برخلاف اس کو نہایت ہی قابل تقسیم یقین کر لیتا ہے۔ اسی لئے اُس کے معترض ایم پال جینٹ کو یہ کہنے کا موقع ملگیا ہے۔ کہ اگر تم مادہ کو نہایت ہی قابل تقسیم تسلیم کر لو تو پھر مادہ کا خیال ہی اڑ جاتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اگر ہم ایک ریت کے ڈھیر کا خیال

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کریں تو اس ڈھیر کی اصلیت صرف وہ ریت کے ذرّات ہیں کہ جن سے یہ بنا ہوا ہے
اور اُس ڈھیر کی شکل صرف ان ذرّات کا مجموعہ ہے۔ اور یہ صرف ایک شکل ہے
اصلی شے نہیں ہے۔ اب ایک ذرّے کو لے کر لاکھوں حصّوں میں تقسیم کردو
تو پھر اصلیّت صرف ان حصوں میں ہے۔ نہ کہ اُن کی آمیزش میں۔ لیکن یہ
ہر ایک حصہ بھی قابل تقسیم ہے۔ پس اصلیت اُن حصوں میں چلی جاتی ہے
کہ جن میں یہ حصہ بھی تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ اور اسی طرح سے تقسیم کرتے کرتے
اصلیّت ہمیشہ کے لئے غائب ہو کر صرف نسبتی اور خیالی رہ جاتی ہے۔ اب یہ
اصلیّت نہ تو شکل اور ڈھیر اور نہ ذرّات میں ہے۔ تب یہ ضرور اپنے سے
باہر کسی اور حالت کے تابع ہے۔ لیکن یہ نامعلوم حالت یا اصول چونکہ مادی
نہیں ہے تو ضرور غیر مادی ہے۔ اس لئے بکنر کا مادّے کی بے انتہا قابل تقسیم
کا اصول مادیت کے مسئلہ سے پھر روحانیّت کے مسئلہ کی طرف
لے جاتا ہے +

مسٹر بکنر کے معترض جب مادے اور حرکت کے تعلق کو خیال کرتے ہیں تو
وہ اُس کو اپنی دلائل میں کبھی ویسا ہی کمزور پاتے ہیں۔ اور اس کے برخلاف
(ایک ہی حالت) کے سائنٹیفک اصول کو پیش کرتے ہیں۔ کہ جس کو تمام حکما نیوٹن سے
لیکر لیپ لیس تک تسلیم کرتے ہیں۔ اس اصول کے ذریعہ ثابت کیا گیا ہے۔ کہ
مادہ اپنی حالت سکون یا حرکت کو بدل نہیں سکتا۔ یعنی اگر مادہ کو حرکت دیجاوے
تو اُس کا ٹھہرنے کی طرف کوئی میلان نہیں ہوتا۔ اور اگر وہ ساکن ہے تو
حرکت کی طرف اُس کی کوئی خواہش نہیں۔ یہ سائنس کا ایک بڑا بھاری
اصول ہے۔ کہ جس کے بغیر بعض علوم مثلاً علم سیارات بالکل ناممکن ہو جائیگا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کیونکہ مادّہ کا متحرک یا ساکن ہونے کا میلان ہر ایک شمار و قیاس میں بطور ایک نامعلوم شے کے داخل ہو کر اُس کے نتائج کو غلط کر دیگا۔ اس لئے علم سیارات کی ہر ایک تصدیق اور صحت کے اِنرشیا (ایک ہی حالت) کے اصول کا ثبوت دیتی ہے۔ اور اس بیان کو غلط ٹھیراتی ہے۔ کہ قوت مادہ کی ایک خاصیت ہے۔ بلکہ قوت مادہ سے ایک غیر شے ہے۔ اور مسٹر مارٹینو بیان کرتا ہے کہ ہردو (کامٹی) اور (مِل) قوت کو غیر مادی مانتے ہیں۔ مسٹر مارٹینو صاف طور سے اپنے "قدرت اور خدا" کے مضمون میں ظاہر کرتا ہے۔ کہ تمام طاقت ایک ہی قسم کی ہے۔ اور وہ چیتن ہے۔ پس اس طرح سے ہمیں علم طبعیات کے ایک بنیادی اصول کے ذریعہ بھی انکار روح کا ایک اور رد ملتا ہے +

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

باب دوم

ہم خدا میں کیوں یقین کرتے ہیں

یا خدا کی ہستی کا ثبوت

اس باب میں دو مضمون ہیں۔ اول ہم کیوں خدا میں یقین کرتے ہیں۔ دوئم خدا کی ہستی کے کیا ثبوت ہیں +

یہ دونوں سوال ایک دوسرے سے بہت ہی مختلف ہیں۔ اور اسی لئے اُن کے جواب بھی بہت مختلف ہونگے۔ کیونکہ کسی امر کو ماننا اور بات ہے۔ اور اس کو ثبوت کرنا اور بات۔ ثبوت ایک قسم کی شہادت ہے۔ جو کہ روشن عقل کے سامنے پیش کی جاتی ہے۔ لیکن ہم بہت سے ایسے واقعات میں یقین رکھتے ہیں۔ کہ جن کا نہ ہی تو ہم کو کوئی ثبوت دیا گیا ہے۔ اور نہ ہی ہم خود دوسروں کو ثبوت دے سکتے ہیں۔ مجھ کو اپنی ہستی کا یقین ہے۔ اور نہ صرف یقین بلکہ اس کا علم بھی ہے۔ اور یہ ہمارا نہایت ہی یقینی علم ہے۔ کیونکہ اگر ہم اپنی ہستی پر شک کریں۔ تو یہ شک ہی اس بات کی شہادت ہے کہ ہم ہستی رکھتے ہیں۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ورنہ اگر ہم شک کرنے کے لئے نہ ہوتے تو ہم شک ہی نہ کر سکتے۔ گویا ہم اپنی ہستی کے اس قدر قائل ہیں۔ کہ اگر ہم شک بھی کرنا چاہیں۔ تو بھی نہیں کر سکتے۔ مگر باوجود اس کے کہ ہم اپنی ہستی کے اس قدر یقینی طور پر قائل بھی ہیں۔ تاہم ہم کسی طریقہ سے بھی ہم منطقی طور سے کسی منکر کو اس کا ثبوت نہیں دے سکتے۔ فرض کرو مَیں کہتا ہوں کہ "میں تمہاری ہستی سے انکار کرتا ہوں۔ اب تم اپنی ہستی کو ثبوت کرو"۔ شاید تم جواب دوگے "تم مجھ کو دیکھتے ہو۔ تم مجھ کو دیکھتے ہو۔ تم میری آواز کو سنتے ہو۔ مَیں تم کو ہاتھ سے چھوتا ہوں۔ بس یہی ثبوت ہے"۔ میں جواب دیتا ہوں "نہیں۔ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ میں تم کو دیکھتا ہوں۔ میں خیال کرتا ہوں۔ کہ میں تمہاری آواز کو سنتا ہوں میں اپنے ہاتھ سے تم کو چھوتا معلوم کرتا ہوں۔ لیکن خواب میں بھی تو میں لوگوں کو دیکھتا اور اُن کی آواز کو سنتا ہوں۔ وہ میرے ساتھ بات چیت کرتے ہیں۔ اور مجھے وہ کچھ بتلاتے ہیں۔ کہ جو کچھ میں پہلے نہیں جانتا تھا۔ اور وہ ایسے ہی اصلی دکھائی دیتے ہیں جیسا کہ تم۔ تو پھر میں کس طرح سے کہہ سکتا ہوں کہ مَیں تمہیں بھی خواب میں نہیں دیکھ رہا۔ اس لئے تم ثابت کرو۔ کہ تم کوئی ایسی شے ہو۔ جو کہ میرے ذہن سے باہر ہو۔ اور کوئی محض خیالی شے نہیں ہو جیسی کہ خواب کی تصویریں ہوتی ہیں"۔ اس کا تم کوئی ثبوت نہیں دے سکتے۔ اور نہ صرف تم بلکہ کوئی انسان بھی اس کا ثبوت نہیں دے سکتا۔ ہاں کوئی انسان اپنی ہستی کا ثبوت دوسروں کو تو کیا خود اپنے آپ کو بھی نہیں دے سکتا۔ مگر وہ اپنی ہستی کا علم رکھتا ہے۔ اور اُس کو جانتا ہے۔ اور یہ ہستی کا علم ہی کافی ہے۔ اِس کے لئے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ثبوت کی ضرورت نہیں +

اسی طرح کسی منکر کے لئے بیرونی دُنیا کی ہستی کا ثبوت دینا بھی ایک امر ناممکن ہے۔ یعنی اگر میں بیرونی دنیا کی ہستی پر شک کرتا ہوں تو تم کسی دلیل یا منطق کے ذریعے اس کو ثابت نہیں کر سکتے۔ تم مجھ کو کہتے ہو" کیا تم اس کو دیکھتے نہیں۔ کیا تم اس کو چھُوتے نہیں۔ کیا یہ تُم سے باہر نہیں معلوم ہوتی"۔ میں جواب دیتا ہوں " ضرور یہ مجھ سے باہر معلوم ہوتی ہے۔ اور اسی طرح سے خواب کے تصورات بھی تو مجھ سے باہر معلوم ہوتے ہیں۔ ہاں میں صرف اپنے حواس کو جانتا ہوں مگر اب اس کا کیا ثبوت ہے۔ کہ ان حواس کے مطابق کوئی اصلی چیز بھی مجھ سے باہر ہے۔ تم اس سے زیادہ دلیل نہیں دے سکتے۔ لیکن اگر کسی آدمی کے لئے چیتنتا (آتم گیان) کی شہادت تسلّی بخش نہیں ہے۔ اور اگر وہ بیرونی دُنیا کی ہستی کا اپنے ادراک کے لئے کوئی منطقی ثبوت مانگتا ہے۔ تو اُسے کوئی ایسا ثبوت نہیں مل سکتا۔ گویا اس شخص کو جو کہ چیتنتا کی شہادت پر شک کرتا ہے۔ نہ ہی تو ہم اپنی ہستی کا اور نہ ہی اس دُنیا کی ہستی کا کوئی ثبوت دے سکتے ہیں۔ اور یہ دونو ایسے واقعات ہیں۔ کہ جن پر سارے نوع انسان یقین رکھتے ہیں لیکن یہی ناقابل ثبوت ہیں۔ اگر ہم بیرونی دُنیا کی ہستی کو منطقی دلیلوں سے ثابت کر سکیں۔ تو ہم اس کی ہستی کے یقین کو پختہ کرنے کی بجائے الٹا کمزور کر دیتے ہیں۔ اور ہم اس کو علم کے احاطے سے نکال کر امکان (گمان غالب یا احتمال) کے احاطے میں لے آوینگے۔ ایک دلیل صرف احتمال پیدا کر سکتی ہے یا ایک ایسا گمان غالب جو کہ تمام عملی مطالب کے لئے تیقن کا درجہ رکھتا ہے۔ لیکن یہ گمان تجربہ کے درجہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ مثلاً ہم دلیل کی بنا پر یہ مان لیتے ہیں۔ کہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کوئی ایسی جگہ ہے۔ کہ جس کا نام پیرس ہے۔ یا جولیس سیزر کوئی آدمی گزرا ہے ہمارا یہ ماننا یقین کے درجہ تک پہنچتا ہے مگر بالکل یقینی نہیں ہے لیکن اگر ہم نے جولیس سزر سے بات چیت کی ہوتی یا ہم پیرس میں رہے ہوتے۔ تو ہم کو زیادہ یقین ہوتا۔ کیونکہ تجربہ اور دانش باطنی (سہج گیان) ہمارے اندر دلیل کی بہ نسبت ایک اعلےٰ درجہ کا یقین پیدا کرتا ہے +

اگر کسی شخص میں گانے کی حس نہیں۔ اور وہ دوسروں کی آواز کے درمیان امتیاز نہیں کر سکتا۔ تو تم دلیل کے ذریعے اس کو قائل کر سکتے ہو۔ کہ دنیا میں گانا بھی کوئی شے ہے۔ تم کہہ سکتے ہو۔ کہ اگر دنیا میں گانا نہیں ہے تو کیا یہ ممکن ہوسکتا ہے۔ کہ بہت سے مرد اور عورتیں اپنا اس قدر وقت اور روپیہ راگ کے سیکھنے میں خرچ کرتے۔ اور اس قدر باجے مثلاً بانسری۔ سارنگی۔ ستار۔ اور ہارمونیم وغیرہ کی خرید و فروخت ہوتی۔ اور تمام زبانوں اور ملکوں میں گانے کے متعلق اس قدر باجے۔ سُریں اور راگ وغیرہ پائے جاتے۔ کیا یہ ممکن ہوسکتا ہے "کہ بنی نوع انسان نے اتنی بڑی سازش ایک دوسرے کو دھوکا دینے کے لئے کی ہے اور کیا یہ زیادہ اغلب نہیں ہے۔ کہ راگ ایک حقیقی چیز ہے"۔ غالباً اس دلیل سے ہر ایک انسان بالکل قائل ہو جائیگا۔ لیکن کسی شخص کا اس طرح دلیل کی بنا پر راگ کا یقین کر لینا بیشک اُس یقین سے کم ہے۔ جو کہ اُس کو اُس وقت ہوتا۔ جب کہ خود اس کے اندر خوش الحانی۔ سرود۔ اور سُر اور تال کی حس ہوتی۔ اور اس طرح سے وہ خود راگ کی حقیقت کو جانتا +

اسی طرح سے تم ایک پیدائشی اندھے کو دلیل کی بناء پر قائل کر سکتے ہو کہ رنگ اور خوبصورتی روشنی اور سایہ کی ایک دکھلائی دینے والی دنیا ہے۔ اور چونکہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تمام آدمی سوائے معدودے چند کے اس بات پر متفق ہیں ۔ تو تم دلیل دے سکتے ہو کہ یہ زیادہ اغلب ہے ۔ کہ ان چند آدمیوں کی قوّت باصرہ ناقص ہے ۔ بہ نسبت اس کے کہ بہت سے لوگ اس خیال میں غلطی کھاتے ہوں کہ وہ دیکھ سکتے ہیں ۔ چونکہ تمام ملکوں اور تمام زمانوں میں تمام لوگ اس بات پر متفق ہیں ۔ کہ ایک دکھائی دینے والی کائنات ہے ۔ تو اندھے آدمی کے لئے بھی یہ گمان غالب ہے ۔ کہ ضرور ایسی کوئی کائنات ہے ۔ لیکن اگر وہ دیکھنے کے لئے بصارت رکھتا ہوتا تو یہ گمان علم علم کی حد تک پہنچ جاتا +

اسی طرح سے ہم ایسی دلائل دے سکتے ہیں ۔ کہ جو منکر خدا کو خدا کی ہستی کا گمان غالب دلا سکتی ہیں ۔ شاید جس طرح کہ بعضے آدمی رنگ کے اندھے اور بعض راگ کے بہرے ہوتے ہیں ۔ اسی طرح سے دُنیا میں بعض انسان خدا سے اندھے اور بہرے ہو سکتے ہیں ۔ کہ جن کے روحانی حواس کمزور اور ابھی پورے نشو ونما نہیں ہوئے ۔ اور ہم دلیل کی بناء پر ان لوگوں کو خدا کی ہستی کے بہت سے ثبوت دے سکتے ہیں ۔ اور اسلئے اب میں ایسی ہی دلائل پیش کرتا ہوں ۔ لیکن اس بات کا خیال رہے کہ میں ان دلائل کے ذریعے سے خدا کی ہستی کا احتمال دلانے کی کوشش کرتا ہوں ۔ اور رفتہ رفتہ یہ بتلاؤنگا ۔ کہ کس طرح سے ہم خدا کو ایسے یقینی طور سے جان سکتے ہیں ۔ جو کہ تمام دلائل سے اور تمام منطق کی نسبت اعلےٰ اور ہر ایک سلسلہ دلائل سے زیادہ تسلّی بخش ہے +

پہلے پہل ، ہم منکر خدا سے وہی سوال کرتے ہیں کہ جو ہم نے اندھے یا بہرے آدمی سے کیا تھا ۔ یعنی کیا یہ ممکن ہے ۔ کہ تمام ملکوں اور زمانوں کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

لوگوں نے اس بات کا یقین دلانے کے لئے کہ خدا بھی کوئی چیز ہے۔ ایک بڑی بھاری سازش کی ہو۔ تمام معلومہ مذاہب میں خدا کی صفات کی بابت اختلاف رکھتے ہوئے بھی اور ان اختلافات کی بناء پر ایک دوسرے سے لڑتے جھگڑتے اور ایک دوسرے کو قتل کرتے ہوئے بھی انسانوں کی ایک بڑی تعداد تمام زمانوں میں ایسی ہستیوں یا ایک ہستی یا وجود میں یقین رکھتی آئی ہے۔ کہ جو اس دنیا سے اور انسان سے اعلےٰ اس کائنات کا بنانے والا۔ حاکم اور منتظم ہے۔ کیا یہ عالمگیر عقیدہ ایک بناوٹی بات (ایجاد) یا دھوکا ہے۔ کیا یہ ایک درخت بغیر جڑ کے ہے۔ کیا یہ معلول بغیر علت کے ہے؟ کیا یہ زیادہ اغلب نہیں ہے۔ کہ انسان ایک ایسا وجود ہے۔ جو کہ طبعی طور سے دھرم سے لگاؤ اور ایک ایسی حس رکھتا ہے۔ کہ جس کے ذریعہ وہ یہ معلوم کر سکتا ہے۔ کہ وہ لامحدود۔ ابدی۔ اور غیر معمولی ہستی ایک حقیقت ہے۔ اور اگر کوئی غیر معمولی دنیا کوئی خدا اور ایسا خدا کہ جس کو انسان واضح یا غیر واضح طور سے پہچان سکتے ہیں نہیں ہے۔ تو روحانی دنیا اور خدا میں اس عالمگیر عقیدہ کا کیا باعث ہے؟

بعض اوقات منکر خدا یہ جواب دیتا ہے۔ کہ مذہب پروہتوں۔ پادریوں اور ملانوں کی ایجاد ہے۔ اور وہ اس دھوکا بازی اور مکر و فریب کے جال کو بچھائے رکھتے ہیں۔ تاکہ لوگوں کی زود اعتقادی اور ان کے خوف سے ناجائز فائدہ اٹھا کر اپنے گزارے کی صورت بنائی رکھیں۔ اس اعتراض کی بیہودگی کو ایک اور حالت پر عائد کر کے جانچ سکتے ہو۔ مثلاً فرض کرو کہ وہ آدمی جس کو راگ کا مس نہیں ہے۔ یہ کہئے ہاں میں جانتا ہوں۔ کہ جس کو لوگ راگ کہتے ہیں کوئی شئے تو ہے۔ لیکن یہ تو راگیوں کی ایجاد ہے۔ اور انہوں نے لوگوں کو یہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

یقین دلانے میں کہ راگ بھی کوئی شے ہے محض اس لئے دھوکا دیا ہے کہ اپنے باجے اور پیانو وغیرہ بیچ کر اپنے گذارے کی صورت نکالتے رہیں۔ پس راگ باجے بنانے والوں اور راگیوں کی سازش کا ایک نتیجہ ہے۔

خدا کی ہستی کا ثبوت کہ جس کو عموماً وجودی ثبوت کہتے ہیں۔ خدا کے اُس خیال میں ہی پایا جاتا ہے۔ جو کہ انسانی دل میں جاگزین ہے۔ انسان نے ایک لامحدود اور مکمل ہستی کا خیال کہاں سے لیا ہے؟ خود اپنے اندر تو وہ لامحدود کمالیت کا خیال نہیں پاتا۔ کیونکہ انسان تو محدود اور نامکمل ہے۔ اور اپنے سے باہر بھی وہ کوئی چیز لامحدود اور مکمل نہیں دیکھتا۔ نیز یہ دُنیا بھی کہ جہانتک انسان مشاہدہ کر سکتا ہے محدود اور نامکمل معلوم ہوتی ہے۔ تو کیا یہ لامحدود اور مکمل ہستی کا خیال انسانی ایجاد ہے؟ اگر انسان نے ایسا کیا ہے تو اس نے اس خیال کو نیستی سے پیدا کیا ہے۔ کیونکہ اس خیال کے مقابلہ میں ہم کوئی شے اس کائنات میں نہیں پاتے۔ اور جو کچھ کہ ہم اپنے اندر یا باہر معلوم کر سکتے ہیں وہ محدود ہے۔ لیکن پھر بھی ہم ایک لامحدود۔ اعلےٰ اور مکمل ہستی کا صاف خیال رکھتے ہیں۔ تو کیا یہ اغلب نہیں ہو سکتا۔ کہ یہ خیال ایک روحانی حِس کے ذریعہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ جس سے ہم لامحدود اور مکمل ہستی کا خیال محسوس کرتے ہیں۔ اگر ہم اس خیال کو اپنے اندر نہیں پاتے۔ اگر ہم اس خیال کو بیرونی دنیا میں نہیں دیکھتے۔ اگر ہم نے اس خیال کو نیستی سے پیدا نہیں کیا۔ تب سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ ہم نے اس خیال کو کس طرح سے حاصل کر لیا۔ سوائے اس کے اور کوئی جواب نہیں بن پڑتا کہ ہم نے اس کو اپنی روحانی فطرت یا اسکی عقل کے ذریعہ حاصل کیا ہے۔ یعنی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اس لامحدود اور مکمل ہستی کو اپنی روحانی آنکھ کے ذریعہ دیکھا ہے۔ اس قسم کی دلیل دُنیا کے بڑے بڑے آدمیوں (مہاتماؤں) کے لئے تسلی بخش معلوم ہوئی ہے ایشیا اور یوروپ کے بڑے بڑے خدا پرستوں نے اِس دلیل کو خدا کی ہستی کا مکمل ثبوت مانا ہے۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں۔ کہ "ایک مکمل ہستی کا خیال تو انسانی دل میں بیٹھا ہُوا ہے۔ لیکن ایک حقیقی ہستی کا ہونا اس خیال کا جزو اور ایک ضروری جزو ہے۔ کیونکہ خیالی ہستی حقیقی ہستی کی نسبت کم مکمل ہوتی ہے۔ اس لئے ہم طبعی طور سے ایسے بنائے گئے ہیں۔ کہ ہم کو ایک مکمل ہستی کی موجودگی میں یقین کرنا پڑتا ہے۔ جب کبھی ہم خدا کا خیال کرتے ہیں۔ تو ساتھ ہی اس کی ہستی کا بھی ہم خیال کرنے کے لئے مجبور ہوتے ہیں۔ اور کسی اصلیت کا اس سے بڑھ کر اعلےٰ ثبوت نہیں ہوسکتا۔ کہ جونہی اس کا خیال ہمارے دل میں پیدا ہو۔ تو اسی وقت ہم کو مجبوراً اُس کی ہستی میں یقین کرنا پڑے"۔

پہلے باب میں یہ ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ روح کو حقیقی شے ماننے کا کوئی باعث ہے۔ نیز یہ بھی بتلایا جا چکا ہے۔ کہ جو دلیل ہمیں جسم یا مادہ میں یقین کراتی ہے وہی ہم کو روح میں یقین کرنے پر مجبور کرتی ہے۔ مادہ کو ہم صرف اس کے ظہوروں کے ذریعہ سے کہ جو ہم کو حواس کے ذریعے معلوم ہوتے ہیں محسوس کرتے ہیں۔ اور ہم یہ بھی دیکھتے ہیں۔ کہ تمام قابل حس ظہور ایک دوسرے سے لازم ملزوم اور وابستہ ہوتے ہیں۔ اس لئے ہم نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ کوئی شے ہے۔ کہ جس میں وہ قائم ہیں۔ اور اس کو ہم مادہ کہتے ہیں۔ اسی طرح سے ہم بتلا چکے ہیں۔ کہ روح کو بھی ہم اس کے ظہوروں کے ذریعہ جو کہ چیتنتا کے ذریعہ محسوس ہوتے ہیں پہچانتے ہیں۔ ہم کو خیال جذبہ۔ خوف اور امید (بیم و رجا)

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اچھا، مرضی اور کوشش کا علم ہے۔ اور ان کو بھی ایک دوسرے کے ساتھ لازم و ملزوم پاتے ہیں۔ اس لئے ہم نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ ایسی کوئی شے ہے۔ کہ جس میں وہ پائے جاتے ہیں۔ اور اُس کو ہم روح کہتے ہیں۔ لیکن یہ تمام ظہور تو محدود۔ تغیر پذیر اور نامکمل ہیں۔ لیکن تاہم دُنیا میں کچھ لامحدود ظہور بھی پائے جاتے ہیں۔ اور بعض ظہور ہم لامحدود دیکھتے ہیں مثلاً ہم جگہ یا وقت قوت یا علت صداقت یا بھلائی کی کوئی حد مقرر نہیں کر سکتے۔ تمام محدود طاقتوں اور اسباب کے اوپر۔ تمام محدود قوانین اور تمام محدود بھلائی کے اوپر ہم ایک لامحدود۔ طاقت لامحدود دانائی اور لامحدود بھلائی محسوس کرتے ہیں۔ اور چونکہ یہ تمام ایک دوسرے سے جکڑے ہوئے ہیں۔ اس لئے ہم نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ کوئی شے ایسی ہے۔ کہ جس میں یہ قائم رہتے ہیں اور ہم اس کو خدا کہتے ہیں۔ جس طرح ہم نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ مادہ مادی ظہوروں کی ضروری بنیاد ہے۔ اسی طرح ہم نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ خدا رُوحانی ظہوروں کی لابدی بنیاد ہے۔ اور ان تینوں صورتوں میں دلیل کے ذریعہ ہم خود بخود اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں۔ کہ مادی ظہوروں سے مادہ کا۔ ذہنی ظہوروں سے روح کا اور روحانی ظہوروں سے خدا کا ثبوت ملتا ہے +

تب خدا کی ہستی کی وجودی دلیل کے بعد شعوری دلیل آتی ہے کہ یہ دُنیا کہاں سے آگئی۔ یہ خود بخود تو نہیں بن گئی۔ اور نہ ہم نے اس کو بنایا ہے۔ بعض فلاسفروں نے موجودہ جواب ٹاپسی سے لیا ہے۔ ٹاپسی کہتا ہے "میں پیدا نہیں ہوا بلکہ نشو و نما ہوا ہوں"۔ اسی طرح سے یہ فلاسفر بھی کہتے ہیں۔ کہ دُنیا نشو و نما ہوئی ہے۔ لیکن لفظوں کے دھوکے میں نہ آئیے۔ ایک ترقی پذیر دُنیا کے لئے بھی خالق کی ویسی ہی ضرورت ہے۔ جیسی کہ ایک غیر ترقی پذیر دُنیا کے لئے۔ ایک

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ایسی دُنیا کے لئے کہ جس میں عالم ہیولا کی حالت سے ایک مکمل ترتیب اور خوبصورتی میں پھیلنے کی طاقت ہے۔ ایک ناتغیر پذیر دُنیا کی نسبت علت ابتدائی (آدی کارن) کی زیادہ ضرورت ہے ۔

بیرونی دُنیا میں ہم ہر ایک چیز کا کسی دوسری چیز پر انحصار دیکھتے ہیں۔ مثلاً معدنیات کشش ثقل سے اپنی جگہ پر قائم ہیں۔ اور اپنے سے کسی غیر طاقت کے ذریعے حرکت دئے جا سکتے ہیں۔ نباتات اپنی زندگی کے لئے زمین اور پانی پر انحصار رکھتے ہیں۔ حیوان معدنیات اور نباتات پر منحصر ہیں۔ اور یہ زمین بھی اپنی حرکت۔ روشنی۔ حرارت۔ نشو ونما اور زندگی کے لئے سورج پر انحصار رکھتی ہے۔ یہ سب ایک دوسرے پر انحصار رکھتے ہیں۔ اور ان میں سے کوئی ایک بھی اکیلا ٹھیر اور چل نہیں سکتا۔ لیکن یہ سب بہ حیثیت مجموعی کس پر انحصار رکھتے ہیں؟ یہ ترتیب۔ نمو۔ قدامت اور خوبصورتی یہ تمام چیزیں کہاں سے آگئیں؟ ہر ایک چیز جو کہ ہم اس بیرونی کائنات میں دیکھتے سنتے اور جانتے ہیں۔ کس پر منحصر ہے؟ کونسا ہاتھ ان سب کو تھامے ہوئے ہے؟ کونسا دماغ ہر ایک دن اُن واقعات کو جو کہ اس کائنات میں واقع ہوتے ہیں۔ سوچتا ہے؟ یہ بڑی دُنیا اُس چھوٹے بچے کی طرح ہے۔ جو کہ اپنی طاقت سے ایک قدم بھی نہیں چل سکتا پھر کون باپ اس کے ڈگمگاتے ہوئے قدموں کا خیال رکھتا۔ اور اُس کی نامعلوم آیندہ زندگی کے لئے سامان مُہیا کرتا ہے؟

بکاش کا لفظ کہہ دینا تو نہایت آسان ہے۔ لیکن دُنیا کی تواریخ اُس کی ترقی و تنزل کے اسباب کو ساتھ ساتھ ظاہر کرتی ہے۔ میں اپنے علم طبقات الارض کے اُستاد کے ساتھ باہر سیر کے لئے جاتا ہوں۔ اور وہ مجھ کو عین میرے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پاؤں کے نیچے اُن خوفناک زلزلوں کی علامات دکھاتا ہے۔ کہ جن سے ٹھوس، چٹانیں رقیق آگ کی طرح بہ گئیں۔ جب کہ ہوائی کُرّہ سو میل کی اونچائی تک ایسی گیسوں سے بھر گیا کہ جس میں جانداروں کے لئے دم لینا دشوار ہو گیا۔ وہ مجھ کو اور ایسے گذشتہ زمانوں کی بابت بتلاتا ہے۔ جب کہ لامحدود سمندر ہمارے برّاعظموں پر لہریں مارتا تھا۔ اور اُن بیشمار سالوں کے اندر دریاؤں کی مٹی کے ذریعے نئی زمین پیدا کرنے کا کام کر رہا تھا۔ آگے چل کر اور زمانوں کا پتہ دیتا ہے۔ جب کہ نہایت ہی خوفناک حیوان نیم خشک شدہ زمین کی دلدل پر پھرتے۔ اور اُس کی نباتاتی پیداوار کو چر جاتے تھے۔ پھر نظارہ بدلتا ہے۔ اور یہ تمام شمالی نصف کرہ برف کا ایک ڈھیر معلوم ہوتا ہے جس پر کہ برف کا طوفان رات دن سینکڑوں سالوں تک بڑی تندی سے چلتا رہا ہے آخر کار طوفان تھم جاتا ہے۔ برف پگھل جاتی ہے۔ اور برف کی پہاڑیاں اور تودے گر پڑتے ہیں۔ نئے آسمان اور نئی زمین ظاہر ہوتی ہے۔ جو کہ انسان کی رہائش کے قابل ہے۔ کونسا زبردست ہاتھ۔ کونسا دوراندیش دماغ ہماری زمین کو جو کہ ایک بہتے ہوئے جہاز کی طرح ہے؛ بغیر کمپاس بحری نقشہ یا ملاحوں کی مدد کے ایسے خوفناک خطروں میں سے اُس کی موجودہ بندرگاہ میں صحیح و سالم سلامتی کے ساتھ لے آیا ہے؟ کیا اُس بڑے دیوتا نے کہ جس کو نشوونما کا قانون کہتے ہیں۔ یہ تمام کام کیا ہے؟ یا اس سے پرے نگاہ ڈال کر کسی اَور پوشیدہ ہاتھ کو دیکھنا چاہتے ہو +

ایسی خوفناک طاقتیں موجود ہیں، جو کہ زمین کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالنے کے قابل ہیں۔ لیکن ان تمام کو وہی پوشیدہ شکتی یا ہاتھ رہنمائی کر رہا اور

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

روک رہا ہے۔ عین ہمارے پاؤں کے نیچے صرف چند میل کی گہرائی پر ہی ایک آگ کا سمندر موجزن ہے۔ اور اس کے اوپر ایک پتلے چھلکے کے سہارے پانچ سمندروں کا بوجھ ٹھیرا ہُوا ہے۔ اگر ذرا بھی شگاف ہو جائے۔ اور ایک سمندر اس اندرونی بھٹی میں جا پڑے تب ہم کو کون بچا سکتا ہے۔ اگر یہ اندرونی آگ سمندروں کو صرف چند ہزار فیٹ اونچا اٹھا دیوے تو دنیا میں ایک دوسرا[۱] عالمگیر طوفان برپا ہو جاوے۔ سردی کے موسم میں سردی اور گرمی کے موسم میں گرمی کی حدیں کون مقرر کرتا ہے۔ یعنے یہ کہ صفر درجہ سے ۱۰۰ درجہ نیچے یا اس سے ۲۰۰ درجہ اوپر تھرمامیٹر کا پارہ نہیں جائیگا۔ لیکن انہیں محفوظ حدوں کے درمیان گھٹتا بڑھتا رہیگا؟ کبھی کبھی ایک ہوائی طوفان آجاتا ہے۔ جو چند ایک درختوں اور گھروں کو اُکھیڑ ڈالتا ہے۔ اگر اس کی طاقت ذرا زیادہ بڑھ جائے تو یہ انسان اور انسانی تہذیب صفحہ ہستی سے نیست و نابود ہو جائے۔ طوفان سمندر موسم گرما کی حرارت سردی کی ٹھنڈک۔ طاعون۔ قحط۔ آگ اور وبا کو کون حکم دیتا ہے، کہ "اس حد تک تم آؤ گے اس سے آگے نہیں بڑھ سکتے۔ اور تمہاری طاقت یہاں ہی روکی جاویگی"؟

اکتوبر کے دنوں میں مَیں جنگل میں جاتا ہوں۔ کہ جہاں لاکھوں تلملاتے ہوئے پتوں پر موسم خزاں کی روشنی اپنے چمکتے ہوئے جلال کو ڈالتی ہے۔ جس سے کہ ہر ایک شاہانہ رنگ ارغوانی۔ قرمزی۔ نارنجی۔ اور زرد ظاہر ہوتا ہے۔ درخت کی شاخوں سے انگور کی چڑھتی ہوئی بیلیں اپنے قدرتی لباس کو جو کہ بادشاہی محلوں کے قیمتی پردوں سے بھی زیادہ خوبصورت ہے لٹکاتی ہیں۔ چھوٹی

[۱] پہلا نوح کا طوفان تھا +

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

چھوٹی گھاس درختوں کی جڑوں کے گرداگرد لپٹی ہوئی ہے۔ اور ہلکے سبز اور خاکی رنگ کے پودے ان کے تنوں کو گونہ گوں رنگ دیتے ہیں۔ آسمان سے بادل نہایت آہستگی کے ساتھ گذرتے ہیں۔ نیچے تاریکی اور روشنی میں سے پانی کی نہر گھومتی ہوئی بہتی ہے۔ کس نے دنیا کو یہ ناقابل بیان خوبصورتی دی ہے اگر تم کچھ ہفتوں کی غیر حاضری کے بعد گھر واپس آتے ہو۔ اور اپنے کمروں کو سجا سجایا پاتے ہو۔ ایک نئی تصویر دیوار پر لٹک رہی ہے۔ ایک نیا اور خوبصورت غالیچہ تمہارے پاؤں کے نیچے بچھا ہُوا ہے تم دل ہی دل میں اُس دوراندیش مہربان کے شکرگزار ہوتے ہو۔ جس نے کہ یہ سب کچھ کیا ہے۔ جب کہ ہم شروع یا اخیر سال کی لامحدود خوبصورتی کے درمیان گھر سے باہر نکلتے ہیں۔ اور جنگل۔ تیز ہوا۔ اور پانی کی خوش الحانی کو سنتے ہیں۔ جو ہر ایک لمحہ اور ہر ایک گھنٹہ نئی ہوتی ہے۔ تو کیا ہم یہ خیال کرینگے کہ یہ سب کچھ انتظام کسی اتفاق یا اندھے قانون کے ذریعے سے ہوگیا ہے۔

مَیں ایک ایسا مذہب ہونے کی بہ نسبت کہ جو اِس دُنیا کو ایک اندھی طاقت اور اتفاق کا نتیجہ خیال کرتا ہے یونانی بُت پرست ہونا بہتر سمجھتا ہوں۔ کیونکہ یونانی بُت پرست قدرت کے اندر بھی ایک الوہیت محسوس کرتے تھے۔ اور پہاڑی ندی نالوں۔ اور سُہاونے جنگلوں کے اندر دیوی اور دیوتا چھپے ہوئے خیال کرتے تھے۔ اور اُن کی لاعلمی بھی ہماری خشک دلیل کی بہ نسبت اچھی تھی۔ کیونکہ ہماری دلیل نیچر سے محبت اور زندگی کو خارج کردیتی ہے۔ بلکہ وہ عقیدہ جو کہ خدا یعنی اس کائنات کے عالمگیر باپ کو تمام کے اوپر تمام کے اندر اور تمام کے گرداگرد دیکھتا ہے۔ اِس سے بھی بہتر ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کیونکہ اس خیال کو لیکر دُنیا سر سبز اور پُر از زندگی معلوم ہونے لگتی ہے۔ تب پھر چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں تالیاں بجاتی ہوئیں۔ اور جنگل اپنی شاخوں کو طوفان کے اندر ہلاتے ہوئے۔ اور سمندر چمکتے ہوئے ساحل پر لہریں مارتا ہوا زور کے ساتھ خدا کی یاد دلاتا ہے + قوموں کی آواز کی طرح سمندر کی لہریں جواب دیں کہ خدا ہی ہے۔ اور برف کے تودوں سے بھی یہی گونج نکلے کہ خدا ہے۔ چراگاہ کی سبزی خوش الحانی سے کہیں کہ خدا ہی ہے۔ اور صنوبر کے جھنڈ اپنی نرم اور زندہ آواز سے اور عناصر کے علامات اور عجوبے خدا کا ہی نام لیویں اور اس دُنیا کو اُس کی حمد سے بھریں +

نیچر کا یہ ایک قانون ہے۔ کہ جب ہم مناسبت کو دیکھتے ہیں۔ تو ہم اس سے کسی مقصد کا نتیجہ نکالتے ہیں۔ مثلاً جب ایک جیالوجسٹ (عالم علم طبقات الارض) ایک پتھر کو اُٹھاتا ہے۔ جو کہ ایسا صاف اور تیز ہے۔ کہ وہ کلہاڑی کا کام دے سکتا ہے۔ تو وہ نتیجہ نکالتا ہے۔ کہ غالباً یہ اسی مطلب کے لئے بنایا گیا تھا۔ اور جب وہ اس کے ساتھ ہی دو چار دس بیس نہیں بلکہ سینکڑوں ایسے پتھر پاتا ہے جو کہ دیگر انسانی استعمالوں کے لئے مناسب ہوتے ہیں۔ تو اس کا شک یقین سے مبدّل ہو جاتا ہے۔ لیکن اس دنیا کے اندر ہم اپنے ارد گرد ہزارہا ایسی مناسبتیں پاتے ہیں۔ ہوا۔ زمین اور سمندر اس طور سے بنائے گئے ہیں۔ کہ وہ مختلف قسم کے نباتات اور جانداروں کو جائے رہائش اور خوراک دینے کے مناسب ہیں۔ آنکھ کے لینز (شیشے) اور اُس کے پیچھے بصارت کی رگیں سورج کی روشنی کی لہروں کے مطابق بنائی گئی ہیں۔ آنکھ دوربین اور خوردبین ہر دو کا کام دیتی۔ اور اپنے فوکس کو کسی شے کے فاصلے کے مطابق بدلتی رہتی ہے۔ ہاتھ کیا خوبصورتی سے اس کام کیلئے مناسب بنایا گیا ہے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جو کام اس کو کرنا ہے۔ یہ ایک سفری اوزاروں کا صندوق ہے۔ جو کہ نہایت ہی باریک اور نہایت ہی سخت کام کرنے کے قابل ہے۔ عینکوں کے شیشے بنانیوالا اپنے دُور بین کے شیشے کو گھسانے کے لئے اپنے انگوٹھے سے بڑھ کر کوئی عمدہ اوزار نہیں پاسکتا۔ اندھا آدمی اپنی انگلیوں کے سروں کے ذریعے سے اپنے حروف پڑھتا ہے یصرف انسانی جسم کی مناسبت کو ظاہر کرنے کے لئے اُس چینی ناول سے بھی بڑی ضخیم کتاب کی ضرورت پڑیگی۔ کہ جس کو لکھتے ہوئے اُس کے مصنّف کو ساٹھ سال لگے۔ اور جب کو اُس نے ۱۶۲ جلدوں میں ختم کیا دُنیا میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک مناسبت کا بڑا بھاری جال پھیلا ہُوا ہے۔ جس کے کیل کانٹے اور پرزے نہایت دانائی کے ساتھ ایک دوسرے کے مطابق بٹھلائے ہوئے ہیں۔ کیا یہ بغیر کسی دُور بینی یا مقصد کے ہوگیا۔ کیا یہ کسی اندھے قانون کا نتیجہ ہے؟ اگر ایسا ہی ہے تو تب ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ سینٹ پیٹر کے گرجے کی چھت بمعہ اپنے شہتیر، شہتیریلوں اور کاٹھ کرنجا کے کسی بکاش کے قانون کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ اُس چھت کے چھوٹے سے چھوٹے سوراخ کے لئے دُنیا میں اپنے ارد گرد لکھوکھا مناسبتیں پاتے ہیں۔ فرض کرو میرے ہاتھ میں ایک کتاب پکڑی ہوئی ہے۔ جو گبن کی تواریخ موسومہ "روما کی سلطنت کا زوال" ہے۔ یہ کتاب اس سلطنت کے زوال کو ایک لمبے اور بڑے مسلسل طریقے میں بیان کرتی ہے۔ جس کا ہر ایک باب علم اور دلچسپی سے بھرا ہُوا ہے۔ میں اپنے لامذہب دوست سے پوچھتا ہوں۔ کہ یہ کتاب کہاں سے آگئی۔ وہ اپنی تھیوری کے مطابق یہی جواب دیگا "یہ بغیر کسی مقصد کے اتفاق کے عمل سے ظہور میں آئی ہے۔ وہ سیسہ جس سے کہ ٹائپ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کے حروف بنے ہوئے ہی اتفاق سے سانچے میں گھس گیا۔ اور اتفاق سے حروف بن کر نکل آئے۔ اور یہ ٹائپ کے حروف حالات کے بھنوروں میں گھومتے ہوئے ایک چھاپے خانے میں چلے گئے۔ اور خوش قسمتی سے پرنٹر کی تختی میں ترتیب وار رکھے گئے۔ اسی طرح دیگر اشیاء بھی نشو و نما پاتی ہوئیں کاغذ کی شکل میں ظاہر ہوئیں۔ اور ایک قدرتی قانون کے مطابق یہ حروف اس طرح سے ترتیب پا گئے کہ جس سے یہ مسلسل تواریخ چھپ گئی "میرا لامذہب دوست کہتا ہے۔ کہ مادہ کی فلسفیانہ تشریح ہے۔ اور کسی فاسٹ (موجد چھاپہ خانہ) نے چھاپے کو ایجاد نہیں کیا۔ کسی بڑے تواریخ دان نے تواریخ کو نہیں لکھا۔ جب کہ نشو و نما کا قانون ہر ایک بات کو تسلی بخش طریقے میں بیان کر رہا ہے۔ تو پھر کسی مقصد کی ضرورت کو محسوس کرنا بالکل فلاسفی کے برخلاف ہے" میرے لامذہب دوست کو ناراض نہیں ہونا چاہئے۔ کہ میں ایسی بیہودہ تصویر اُسکی زبان سے نکلواتا ہوں۔ کیونکہ ہمارے پاس اس کی کیا دلیل ہے۔ کہ ہم روما کی تواریخ کے لکھے جانے کو ایک مقصد کا نتیجہ خیال کریں۔ جب کہ تم یہ خیال کرتے ہو۔ کہ خود روما کی تواریخ اور تمام دیگر انسانی تواریخوں میں کوئی ظاہرا مقصد نہیں پایا جاتا۔ اور جب تم یہ خیال کرتے ہو۔ کہ انسان اور اس دنیا کی عجیب داستان ایک اندھے اتفاق سے اس صفحہ ہستی پر ظاہر ہوئی ہے +

نوٹ۔ بعض خیال کرتے ہیں۔ کہ قدرتی انتخاب نے قسم قسم کی بناوٹ کے متعلق ڈارون صاحب کے مسئلہ ڈیزائن (ترتیب) کے مسئلہ کی تمام دلائل کو رد کر دیا ہے۔ یہ مسئلہ ابھی سائنس میں شامل نہیں ہوا۔ بلکہ محض ایک خیال ہے۔ جس کو ممکن ہے۔ کہ بعد میں سائنس قبول کرے یا نہ کرے۔ اگر یہ مسئلہ بالکل

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

درست بھی ثابت ہو جائے۔ تو بھی یہ خدا کی ہستی کی اس دلیل کو نہیں چھو سکتا کہ جو ترتیب کی مطابقت سے پیدا ہوتی ہے۔ چند بھدے سے پتھر کے ٹکڑے (جبکہ وہ بناوٹ کی حالت میں ہیں) اسلئے کہ جن سے اُس وقت انسان کی موجودگی کا اور کچھ پتہ نہیں لگتا۔ علم الارض کے جاننے والا اُس زمانہ میں انسان کی موجودگی کے متعلق اپنی تسلی کر لیتا ہے۔ یہ یقین کہ مطابقت سے ترتیب پیدا ہوتی ہے۔ انسان کی طبیعت میں زبردست طور پر گھسا ہوا ہے۔ کیونکہ اس یقین کی صرف ایک یہی دلیل ہے کہ زمین ایک حصے کی دوسرے حصوں کے ساتھ مطابقتوں کا ایک مکمل جال ہے۔ اور اس سے آخر ایک خوبصورت طریقہ اور ترتیب پیدا ہو جاتی ہے۔ پھر اگر تم یہ ثابت کر سکو کہ یہ قدرتی قانون کا نتیجہ ہے۔ تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ اس نتیجہ کو پیدا کرنے کے لیئے اُن قوانین کو کس نے ترتیب دی۔ کیا قدرتی انتخاب کے قوانین اور زندگی کے لیئے کشمکش اتفاقیہ طور پر پیدا ہو گئے ہیں؟ کیا ہم یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ چونکہ کپڑا ایک پورلوم (کل) کے ذریعہ بنتا ہے اسلیئے اُس کے بنانے میں کسی قسم کی حکمت یا ترتیب نہیں۔ اگر ہم ایسی گھڑی دیکھیں کہ جس سے اور گھڑیاں تیار ہو جائیں۔ تو کیا ہم یہ سمجھینگے۔ کہ اُس کی بناوٹ میں کم دانائی سے کام لیا گیا ہے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ برخلاف اس کے یہ خیال کرینگے۔ کہ اُس پر زیادہ حکمت اور لیاقت خرچ ہوئی ہے۔ نینڈر کے حوالہ کے بموجب پلوٹارک کا قول ہے۔ کہ قدما نے اپنی توجہ صرف عجائبات میں ظہور الٰہی دیکھنے کی طرف مبذول کی تھی۔ اور قدرتی اسباب کو نظر انداز کر دیا تھا۔ لیکن آج کل کے زمانہ کے لوگوں نے اس طرف سے اپنی توجہ پھیر لی ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور قدرتی بواعث کے ذریعہ ہی ہر ایک ظہور کی تشریح کرتے ہیں ۔ یہ دونوں خیال جزوی ہیں ۔ اور اِن دونوں کو آپس میں ملانا چاہیئے ۔ چونکہ ہم گھڑی کے اُس حصے کی تشریح کر سکتے ہیں ۔ کہ جس سے اُس کی سوئیاں پھرتی ہیں ۔ تو اُس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ گھنٹے کو بتلانے کے لئے نہیں بنائی گئیں اگر تبدیل انواع کے اصول کو قبول کر لیں ۔ اور اُس کو آخری اسباب کے ساتھ وابستہ نہ کریں ۔ تو ہم صرف اتفاق کی اُس دنیا کی طرف پہنچ جاتے ہیں ۔ کہ جو اپی کیوری اس کے خیال کی طرح بالکل ہر ایک قسم کی ذہانت سے خالی ہے ۔ اور اس طرح میں نے گبن صاحب کی تواریخ کی جو مثال اوپر دی ہے ۔ یہاں پر بالکُل صادق آتی ہے +

یہی دلائل ہیں ۔ کہ جن کے ذریعے سے پُرانے زمانے کے بڑے غور و فکر کرنے والے مثلاً سقراط ۔ ارسطو ۔ اور افلاطون اور موجودہ زمانہ کے ڈسکارٹیز ۔ لبنیٹز ۔ نیوٹن ۔ میل برنشی وغیرہ وغیرہ نے خدا کی ہستی کو ثابت کیا ہے ۔ چونکہ خدا کا خیال انسان کے دِل میں وراثتاً پایا جاتا ہے ۔ اور اس خیال کے بغیر دُنیا صرف ایک اندھیر اور یہ کائنات بغیر ترتیب کے معلوم ہوتی ہے ۔ اور چونکہ انسانی دِل لازمی طور سے ایک علت سے دوسری علت کو معلوم کرتا ہُوا صرف اُسی جگہ ٹھیر سکتا ہے ۔ کہ جہاں اور جب یہ تمام چیزوں کے ایک بے سبب چشمہ (خدا) تک پہنچ جاتا ہے ۔ اور چونکہ خُود دنیا ہی جُوں جُوں ہم اس کا زیادہ مطالعہ کرتے ہیں ۔ ایک ایسی اعلےٰ ترتیب اور خوبصورتی میں اپنے آپ کو ظاہر کرتی ہے ۔ کہ ہم اس خوبصورتی اور ترتیب کی کوئی وجہ نہیں بتلا سکتے جب تک کہ ہم ایک پیدا کرنیوالے اور محبت کرنیوالے ذہن کی ہستی کو نہ مان لیں ۔ کہ جو ان تمام پیدا شدہ چیزوں کا آغاز اور اختتام ہے ۔ اس لئے ہم عقلیہ طور سے ایک مکمل ہستی کی ذات کے (جو کہ خوبصورتی کُل اور صداقت کُل ہے) قائل ہو جاتے ہیں ۔ تو بھی ایک قادر مطلق

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور مکمل ہستی کے ثبوت کے لئے ان تین بڑی دلائل پر نظر ڈالتے ہوئے ، ہم معلوم کرتے ہیں ۔ کہ یہ دلائل پورے طور سے یقین پیدا کرانے میں ناکامیاب رہتی ہیں ۔ کیونکہ وہ دلائل کی بنا پر ہم کو اس ہستی کا یقین دلانا چاہتی ہیں ۔ کہ جسکو ہم دلیل سے ثابت نہیں کر سکتے ۔ یعنی ہم کو اس کا علم دلوانا چاہتی ہیں ۔ کہ جس کا علم ہم کو نہیں ہے ۔ سچ تو یہ ہے ۔ کہ خود ہمارے اپنے اندر اور ہمارے اردگرد خدا کے اپنے ظاہر کئے ہوئے کاموں سے ہی ہم خدا کو جان سکتے ہیں ۔ اور جملہ دلائل صرف یہی کام دے سکتی ہیں ۔ کہ وہ ہماری توجہ کو اس طرف پھیرتی ہیں ۔ اور خدا خود ظاہر ہو کر اپنے آپ کو ہمیں دکھلاتا ہے ہم اسکو تلاش کرنے سے نہیں پا سکتے لیکن وہ اپنے آپ کو ہم پر ظاہر کر کے ہم کو جتلا دیتا ہے ۔ مثلاً وجودی دلیل حقیقت میں یہ ہے ۔ کہ انسانی دل میں ایک مکمل ہستی کا یقین بیٹھا ہوا ہے ۔ اور یہی خدا کا ہماری روح کے اندر اپنے آپ کو ظاہر کرنا ہے +

شہودی دلیل کا لب لباب یہ ہے ۔ کہ ہماری محدود اور تابع ہستی دکھلا کر ہم کو کہتا ہے کہ اس کے علاوہ ایک قادر مطلق اور خود مختار ہستی بھی ہے ۔ اور علّی دلیل کا مطلب یہ ہے ۔ کہ یہ ہماری توجہ کو قدرت کے وسیع تانے بانے کی طرف پھیرتی اور دکھلاتی ہے ۔ کہ کس طرح سے ایک حصہ دوسرے حصے کے ساتھ باہمی کام کرتا ہے ۔ اور کس طرح سے یہ باترتیب اور خوبصورت کائنات اُن بیشمار ذروں سے پیدا ہوتی ہے ۔ جو کہ بذات خود کوئی طاقت نہیں رکھتے +

نشوونما کا اصول کہ جس نے موجودہ زمانہ میں اس قدر زور پکڑا ہے ذرا بھی ہم کو دہریہ پن کی طرف لے جانے کا میلان نہیں رکھتا ۔ فرض کرو کہ یہ کائنات پہلے پہل ہیولا (نیبولا) کی شکل میں تھی ۔ اور یہ تمام موجودہ خلق قدرتی قانون

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کے عمل سے اس نیبولا سے ظہور میں آئی۔ اس تمام تغیر و تبدل میں کچھ وقت بھی لگا ہوگا۔ اور اس کا کوئی آغاز بھی ہوگا۔ فرض کرلو۔ کہ ہر ایک درجہ کے لئے لکھوکھا سال لگے ہوں۔ اس طرح سے ہم آخرکار ایک بے شکل نیبولا تک پہنچ جاتے ہیں۔ اب فرمائیے کہ کیا خود ایسے ایک نیبولا کو پیدا کرنے کے لئے کہ جسمیں ایسی خوبصورت کائنات پیدا کرنے کی طاقت ہو۔ کسی کم دانائی۔ طاقت اور محبت کی ضرورت ہے۔ جتنی کہ خود اس کائنات کو ہی پیدا کرنے میں درکار ہے (اس لئے جس پوشیدہ ہاتھ میں نیبولا پیدا کرنے کی طاقت ہے اس میں کائنات پیدا کرنے کی بھی طاقت ہو سکتی ہے) +

نوٹ۔ ۹۔ اکتوبر ۱۸۶۹ء کے رسالہ مسمّےٰ اکیڈمی میں پروفیسر ہیکسلے ایک مضمون لکھتے ہیں۔ جسمیں اسی قسم کی رائے ظاہر فرماتے ہیں۔" آپ لکھتے ہیں کہ موجودات کی نسبت علمی اور مادی مسئلے ضرور ایک دوسرے کے قاطع اور متضاد نہیں ہیں۔ بلکہ برخلاف اس کے ناظر جس قدر خالص قوائے مادی میں یقین کرنے والا ہوگا۔ اسی قدر استواری کے ساتھ قدرت کی اس ابتدائی کشش اور نظام میں یقین کریگا۔ جس سے کائنات کی کُل باتیں ظہور میں آتی ہیں اور اسی وجہ سے اب وہ مسئلہ علمی کے پیرو کے قابو میں آ جاتا ہے۔ کیونکہ وہ ہمیشہ یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ تم ثابت کرو۔ کہ یہ نظام ظہورات کائنات کے پیدا کرنے کے لئے عمل میں نہیں لایا گیا +

اس لئے اب ان دلیلوں کا ماحصل یہ ہے۔ کہ انسانی دل میں فطرتاً اور لازمی طور سے یہ تین خیالات پیدا ہوتے ہیں۔ اول کامل دوم لابدیٰ سوم مقصد رکھنے والی علت کا خیال۔ یہ تین چیزیں ایک دوسرے سے جُدا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نہیں ہو سکتیں۔ اور مکمل ہستی۔ لازمی ہستی اور مقصد رکھنے والی علت ایک ہی ہونی چاہیئے۔ اس لئے خدا اپنے آپ کو اس کائنات کی ایک مکمل اور فہیم علت ہونے کے طور پر ہم پر ظاہر کرتا ہے لیکن یہ ایک ظہور ہے دلیل نہیں ہے۔ اور اگر ہم اس کو بطور ایک دلیل کے منطق کی صورت میں لیں تو اُس کی یقین پیدا کرنے والی طاقت بہت کچھ کم ہو جاتی ہے۔ یہ ظہور اسی وقت تک کام دیتا ہے۔ جب تک کہ ہم اس کو قادر مطلق کی طرف سے ایک بشارت سمجھتے ہیں۔ کیونکہ خدا مُنکر لوگوں کی رد وکد کرنے والی ادراک پر منطقی کامیابی حاصل کر کے اپنی ہستی کا یقین دلانا نہیں چاہتا۔ بلکہ وہ پاک دل لوگوں پر جو کہ اس کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ اپنے آپ کو ظاہر کرتا ہے وہ اپنی صداقتوں کو دُنیاوی دانا اور دور اندیش لوگوں سے چھپاتا ہے۔ اور معصوم بچوں پر ان کو ظاہر کرتا ہے +

ہم نے ان دلائل کو جن کے ذریعے سے خدا کی ہستی کو ثابت کرتے ہیں پیش کر دیا ہے لیکن اگر اب تم مجھ سے یہ سوال کرو کہ انسان کیوں خدا میں یقین رکھتا ہے تو میں کچھ اور ہی جواب دونگا۔ اور وہ یہ کہ انسان خدا میں اس لئے یقین کرتا ہے کیونکہ وہ خدا میں یقین کرنے کے لئے بنایا گیا ہے۔ کیونکہ مذہب انسان کیلئے طبعی امر ہے۔ کیونکہ ایک اعلےٰ طاقت میں بھروسہ کرنا انسانی دل ودماغ کی ضرورت ہے انسان خدا کی پرستش اور حمد اس لئے کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کے دل ودماغ اس بات کے لئے بیچین ہوتے ہیں۔ انسانی فطرت طبعی طور سے ایک لامحدود مددگار اور دوست چاہتی ہے۔ انسان اس لئے نہیں کھاتے کہ فزیالوجی کی کتابیں ہمیں یہ سکھلاتی ہیں۔ کہ زندگی کو قائم رکھنے کے لئے خوراک ضروری امر ہے۔ اور کس طرح سے اعضائے انہضام سے وہ خوراک خون وگوشت میں تبدیل ہو جاتی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہے۔ لیکن انسان اس لئے کھاتا ہے۔ کہ اس کو بھوک لگتی ہے۔ اسی طرح سے انسان اس لئے عبادت نہیں کرتا۔ کہ عقلیہ طور سے خدا کی ہستی کا ثبوت تسلی بخش دیا گیا ہے۔ لیکن وہ اس لئے عبادت کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ روحانی اور بہشتی خوراک کے لئے بھوک محسوس کرتے ہیں۔ خواہ انسان کتنا ہی نیچا چلا جاوے۔ تب بھی وہ اس بھوک کو محسوس کرتا ہے۔ اور خواہ کتنا ہی اونچا چلا جاوے۔ وہ اس خواہش سے اوپر نہیں جا سکتا۔ انسان بعض اوقات خیال کر لیتا ہے کہ مذہب کی ضرورت کو نہ محسوس کرنا ایک طرح کی دانائی اور مردانگی ہے۔ اور تہذیب اور شائستگی کی خاص حالتوں میں انسان مذہبی الجھنوں سے جدا رہ سکتا ہے۔ اور بعض انسان بڑے شاعر لکری ٹیس کی طرح مذہب اور توہمات دونوں کو گڈ مڈ کر کے اور اس طرح سے دونوں کو چھوڑ سکتے ہیں۔ لیکن یہ تو خیالات کی ندی میں بھنور کی طرح عارضی حالتیں ہیں۔ بڑی انسانی رو ہمیشہ استقلال کے ساتھ خدا کی طرف بہ رہی ہے۔ جس طرح کہ دریائے ایمنزان یا مس سی سپی سمندر کی طرف بہتے ہیں۔ جب کہ انسان کی عقل چیزوں کے لا انتہا اختلاف میں چکرا جاتی ہے۔ اور یہ کسی اتحاد اور یقین کے کسی مرکزی محور کو ڈھونڈتی ہے تو اسی اعلےٰ ہستی (خدا) کے خیال میں آرام پا سکتی ہے۔ اور جب کہ انسان کی مرضی ترقی۔ نشوونما اور لیاقت کی خواہش کر کے بلند پروازی کرتی ہے۔ تو اس کے لئے ہمیشہ خدا سے جو کہ تمام ارواح کو اپنے مقررہ راستہ پر رہنمائی کرتا ہے۔ ایمان کے ذریعہ طاقت چاہنا لازمی امر ہے۔ جب کہ انسان کا دل ایک ایسے پریم کے لئے ترستا ہے۔ کہ جس خواہش کو کوئی دنیاوی محبت سیر نہیں کر سکتی۔ تو اس کے لئے لامحدود باپ کے ساتھ میل کرنا ضروری ہے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جب کہ انسانی دِل غم اور تکلیف سے پُر ہے۔ تو انسان اُس آرام کو جو روح مُقدس (رُوح القدس یا پوتر آتما) سے ملتا ہے چھوڑ نہیں سکتا۔ اور جب تک کہ ظالموں کے ظلم کا مقابلہ کرنا ہے۔ جب تک کہ غلاموں کو غلامی کی زنجیروں سے رہا کرنا ہے۔ جب تک کہ شریروں کی طاقت کو روکنا ہے۔ جب تک کہ خود غرضی اور بیرحمی کی تاریک غاروں کو روز روشن میں ظاہر کرنا ہے۔ تو تن تنہا ریفارمر کے لئے کہ جس کا کوئی دنیاوی مددگار نہیں۔ ایک لامحدود اور قادر مطلق منصف پر بھروسہ کرنا لازمی ہے تمام نیکی خدا ہی کی طرف جانا چاہتی ہے۔ تمام صداقت پسند لوگ مکمل **صداقت** کے پیچھے بھاگتے ہیں۔ اور ہمارے اعلےٰ بھاؤ اسی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ جوں جوں ہم اپنی اعلےٰ فطرت پر بھروسہ کرتے ہیں۔ توں توں ہم خدا میں زیادہ سے زیادہ یقین کرتے ہیں۔ اسی لئے کہا ہے۔ کہ بشواس ہی ناقابل دید چیزوں کا ثبوت ہے۔ پاک لوگ ہی خدا کا دیدار پاتے ہیں ۴

ہاں یہ کہنا کوئی غلط بیانی نہیں ہے۔ کہ ہم خدا کو بھی ایسے ہی یقینی طور سے جان سکتے ہیں۔ جیسے کہ بیرونی دنیا یا اپنی روح کو اور ہمیں تجربہ کے ذریعہ سے ہی تمام علم ہوتا ہے۔ نہ کہ دلیل کے ذریعے۔ حواس کے ذریعہ لگاتار تجربہ سے ہمیں بیرونی دنیا کا۔ اور چیتنا کے ذریعے لگاتار تجربہ سے اپنی رُوح کی طاقتوں اور قابلیتوں کا۔ اور عقل۔ ضمیر۔ روحانی فطرت کے ذریعہ لگاتار تجربہ سے ہم کو خدا کا علم ہوتا ہے۔ جیسے نیچے کی طرف ہی دیکھتے رہنے والا انسان کبھی آسمان کو نہیں دیکھ سکتا۔ ویسے ہی اندرونی آنکھ جو کہ خدا کو دیکھ سکتی ہے۔ دنیا پرستی اور گنہگاری کی وجہ سے اندھی ہو جاتی ہے۔ اور جب تک ہم نیکی اور صداقت کے لئے بغرضانہ پیار کے ذریعہ اوپر کی طرف نہیں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دیکھتے تب تک خدا ہمارے لئے ایک سخت لاحل مسئلہ اور جائے امکان رہتا ہے۔ اور عبادت کی ظاہری رسوم وغیرہ کو ادا کرلینا ہم کو خدا کے نزدیک نہیں لیجاتا۔ بلکہ وہی عبادت ہمیں اس کے نزدیک پہنچاتی ہے۔ جو کہ سچائی اور پاکیزگی کے ساتھ ادا کی جاتی ہے۔ اور ضمیر کے لئے وفاداری۔ نیکی میں یقین اور صداقت کی پیروی روح کی آنکھوں کو کھول دیتی اور لامحدود اور ابدی خدا کے ساتھ دائمی میل پیدا کر دیتی ہے +

صرف مادی آنکھوں کے کھولنے سے ہم خدا کو نہیں دیکھ سکتے۔ بلکہ اُسے دیکھنے کے لئے دل کا کھولنا بھی ضروری ہے۔ عبادت۔ بندگی۔ صداقت کے لئے جد وجہد۔ فرض کے لئے قربانی یہ باتیں ہم کو خدا کے نزدیک کرتی ہیں۔ اور یہی باتیں ہمارے لئے فرشتوں کے بازوؤں کا کام دیتی ہیں۔ کہ جن کے ذریعہ وقت اور جگہ کی حدود سے گذر کر ہم اوپر اُٹھتے ہیں۔ خدا کو ٹھیک طرح سے جاننے کے لئے روح کی بڑی طاقت اور دل کے بڑے حلم کی ضرورت ہے۔ چھوٹے بچے اپنی بےلوث سادگی اور پاکیزگی کے ذریعے خدا کو دیکھتے ہیں۔ ہم کو بھی وہ لامحدود خوبصورتی محسوس کرنے کے لئے دُنیا پرستی کو چھوڑ کر چھوٹے بچوں کی طرح معصوم بننا پڑیگا دُنیا میں بڑے بڑے دانا لوگ خدا کے خیال کے سامنے کانپتے ہیں۔ افلاطون کہتا ہے۔ کہ "خدا کو ٹھیک طور سے جاننا بڑا مشکل۔ اور دوسروں کے سامنے اس کا درست بیان کرنا تقریباً ناممکن ہے"۔ شِلر کہتا ہے "خدا اپنے آپ کو اپنے کاموں کے پیچھے چھپائے رکھتا ہے۔ اور مُنکر کو رعد کے ذریعے مار ڈالنے کی بجائے اپنی ہستی (خدا کی) سے مُنکر ہونے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کا موقعہ دیکر اپنی برداشت کے وصف سے اپنی شاہانہ موجودگی کو پورے طور سے ظاہر کرتا ہے"۔ گوئٹھی کہتا ہے "کون خدا کا نام لے سکتا ہے"۔ کون یہ کہنے کی جرات کر سکتا ہے۔ کہ "میں خدا میں یقین رکھتا ہوں" کون خدا سے انکار کر سکتا ہے۔ کون یہ کہنے کی دلیری کر سکتا ہے۔ کہ "میں خدا میں یقین نہیں رکھتا" دنیا کے بڑے بڑے طبّاعوں نے نہایت عجز کے ساتھ اس لامحدود موجودگی (خدا) کے سامنے سر جھکایا ہے لیکن ایک معصوم دل (بچہ کی طرح) کہتا ہے "ابا۔ باپ"۔ یہ لفظ ابا بمعنے پاپا (باپ) تقریباً تمام زبانوں میں ایک جیسا ہی ہے اور یہی پہلا لفظ ہے۔ جو کہ بچہ کی زبان سے نکلتا ہے۔ اور اسی طرح سے اعلےٰ درجوں کے معنوں میں یہی پہلا لفظ ہے۔ جو کہ ہماری زبان سے اُس وقت نکلتا ہے۔ جب کہ ہم پھر معصوم بچّوں کی طرح ہو کر اپنے آسمانی باپ کے حضور میں آتے ہیں +

حاصل کلام یہ کہ ہم خدا کی ہستی کا ثبوت منطقی ذہن کے لئے ٹھیک طرح سے نہیں دے سکتے۔ کیونکہ اُس کا ثبوت اندرونی بصارت اور معرفت پر مبنی ہے۔ لیکن ہم میل (جوگ) کے ذریعہ خدا کو اُسی طرح سے جانتے ہیں۔ جس طرح کہ بیرونی دنیا کو مثلاً بیرونی دُنیا کے باہمی میل اور عمل سے ہی ہم کو اُس کی اصلیت کا یقین ہوتا ہے۔ اور صرف اسی طرح خدا کے ساتھ میل (جوگ) کرنے اُس سے بات چیت کرنے اور اُس سے جواب پانے اور پاکیزگی کے اندر اُس کی جھلک کو محسوس کرنے سے ہم کو آخر کار خدا کی اصلی موجودگی کا ایسا ہی پختہ یقین ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ دنیا کی اصلیّت کا +

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

باب سوم

مُنکرِ خدا کی کائنات کی بابت تھیوری (قیاس)

ایسے خالص دہریہ پن کی مثال جو کہ خدا کی ہستی سے ہی انکار کرتا ہے شاذو نادر ہی ملتی ہے۔ لیکن وہ دہریہ پن جو کہ خدا کی ہستی کو اِس دنیا کے تعلق میں نہیں مانتا زیادہ تر عام ہے۔ کائنات کی بابت بہت سی تھیوریز (قیاسات) ہیں۔ جو خدا کو معطل کر دیتی ہیں۔ دہریہ پن اور اُس کی کائنات کی تھیوری کی بابت بیان کرتے ہوئے میرا مطلب اُس دہریہ پن سے ہے کہ جو اپنے خیال میں ایک ایسی اعلےٰ اور مکمل ہستی کو جو کہ دانا پاک اور بھلائی کُل ہے نہیں مانتا۔ یہ دہریہ پن ایک ایسے شخصی اور علیم خدا کا قائل نہیں جو کہ تمام سے اوپر۔ تمام کے اندر اور تمام چیزوں میں ہے۔ جو کہ ظالم۔ قہار اور جبّار نہیں ہے۔ اور نہ ہی مخلوق کی بھلائی کی طرف سے بے پرواہ ہے لیکن نیک و بد۔ پرہیزگار اور گنہگار۔ دانا اور نادان تمام کو ہی پیار کرتا ہے+ منکر خدا کو یہ ضرور ہی ماننا پڑیگا۔ کہ یہ کائنات ہمیشہ سے موجود ہے۔ ورنہ یا تو یہ کسی اعلےٰ ہستی سے بنائی گئی ہے۔ یا اِس نے خود اپنے آپ کو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بنالیا ہے ۔لیکن منکر خدا اس بات سے انکاری ہے ۔ کہ اس کائنات کو کسی اعلےٰ ہستی نے بنایا ہے ۔اس لئے پہلی صورت سے تو ہمیں کچھ سروکار ہی نہیں رہتا لیکن کائنات اپنے آپ کو بھی نہیں بنا سکتی ۔ کیونکہ اپنے آپ کو بنانے کیلئے نیستی سے پہلے بنانے والے کی ہستی کی ضرورت ہے ۔ اور اپنے آپ کو ہی بنانے کے لئے اُس چیز کی نیستی ضروری ہے ۔ کیونکہ جب کوئی چیز موجود نہیں ہوتی تب ہی تو اس کے بنانے کی ضرورت ہوتی ہے ۔ اِس لئے یہ تھیوری فرض کرتی ہے ۔ کہ ایک ہی وقت میں یہ دنیا موجود اور معدوم تھی ۔ جو کہ بالکل متضاد باتیں ہیں ۔ اس لئے تیسری صورت باقی رہتی ہے اور وہ یہ کہ دُنیا ہمیشہ سے موجود ہے ۔ اور جہانتک میرا خیال ہے اسی کو منکر خدا مانتے ہیں ۔ لیکن آؤ ذرا دیکھیں تو سہی ۔ کہ اس سے کیا نتیجہ نکلتا ہے +

منکر خدا کی کائنات کی تھیوری کا ذکر کرتے ہوئے مَیں انصاف سے کام لینا چاہتا ہوں نیز میں اس کے لئے کوئی سخت الفاظ استعمال کرنا یا اُس کا مضحکہ اُڑا کر اُسے قابلِ نفرت بنانا بھی نہیں چاہتا ۔ بلکہ خود اُسکی تھیوری ہی اُسے ایسا بناتی ہے ۔ اور مَیں اُس کو اُس کی اپنی دلیل کے بیہودہ نتائج سے بچانے کے لئے تیار نہیں ہوں ۔ اور اگر اُس کی دلیل کا منطق کمزور ہے ۔ تو اُس کے لئے وہ خود ذمہ وار ہے +

منکر خدا اِس کائنات کو دیکھ کر کہتا ہے ۔ "کہ کوئی خدا نہیں ہے کوئی اعلےٰ طاقت ۔ کوئی عالمگیر موجودگی ۔ کوئی لامحدود اور مکمل ہستی عاقل رحیم چیتن اور آزاد نہیں ہے ۔ انسانی محدود ہستی موجود ہے ۔ لیکن کوئی لامحدود ہستی نہیں ۔ بیشمار ۔ نامکمل مخلوقات ہے ۔ لیکن مکمل ہستی کہیں نہیں ہے ۔ یہ دُنیا پیدا نہیں کی گئی ۔ بلکہ ہمیشہ سے ایسی ہی چلی آئی ہے ۔ نہ تو اُس کو خدا نے پیدا کیا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہے۔ اور نہ ہی اُس نے اپنے آپ کو نیستی سے بنایا ہے۔ اِس لئے یہ ہمیشہ سے چلی آئی ہے۔ دہریہ پن کی تھیوری کا یہی بُنیادی پتھر ہے +

ہم اس کائنات کے اندر تغیرات واقع ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ ہم زمین کی طرف غور کرتے ہیں۔ اور دیکھتے ہیں۔ کہ اُس کی موجودہ حالت اس حالت سے بہت ہی مختلف ہے جو کہ لکھو کھا برس پہلے تھی۔ ایک ایسا زمانہ تھا۔ جبکہ یہ بر اعظم سمندر کے نیچے ڈوبے ہوئے تھے۔ ایک اور زمانہ تھا جبکہ یہ بیشمار برفانی تودوں سے ڈھپے ہوئے تھے۔ اس سے بھی پہلے ایک اور زمانہ تھا۔ کہ یہ کرّہ آگ کا پگھلا ہُوا سمندر تھا اس سے بھی پہلے ایک زمانہ تھا کہ یہ آتشی رقیق سمندر غالباً ایک شعلہ زن گیس تھا۔ کہ جس کا حجم ہزار ہا گُنا تھا۔ اب فرمائیگا کہ اگر خدا نہیں تھا تو کس طاقت نے زمین کو اِن تغیرات کے اندر سے گذارا +

منکر خدا جواب دیتا ہے کہ "قُدرت نے"۔ لیکن قدرت تو ایک لفظ ہے اسکے کیا معنے ہوے۔ اِس کا مفہوم کیا ہے؟ مُنکر خدا پھر جواب دیتا ہے کہ "قانونِ بکاش"۔ قانون قدرت کے ذریعہ سے زمین نے ایک آتشی گیس کی صورت سے ایک پگھلے ہوے رقیق کی صورت میں نشوونما پائی۔ پگھلے ہوے رقیق سے ایک ایسی صورت اختیار کی جو کہ پانی کے سمندر کے نیچے ڈوبی ہوئی تھی۔ اس سے منجمد بر اعظم ظاہر ہوئے۔ اور آخر کار مختلف تبدیلیوں کے اندر سے گذر کر موجودہ صورت اختیار کی۔ یعنی حیوانات۔ نباتات اور معدنیات ہَوا۔ زمین۔ پانی اور خوراک پیدا ہوئی جو کہ بالیدگی کے ممد تھی "بکاش کے قانون نے یہ سب کچھ کیا" +

داؤد پوچھتا ہے "کیا وہ جس نے کان پیدا کئے ہیں نہیں سُنتا۔ کیا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

وہ جس نے آنکھیں بتائی ہیں نہیں دیکھتا۔ کیا وہ جو کہ انسانوں کو علم سکھلاتا ہے خود نہیں جانتا"۔ منکر خدا جواب دیتا ہے۔ کہ "ہرگز نہیں"۔ گویا اس صورت میں کم نے زیادہ کو پیدا کیا۔ کیونکہ یہاں تو علت معلول سے ادنےٰ ہے یعنی وہ طاقت کہ جس نے اِنسان کو چیتن اور ناطق اور قابل گیان بنایا۔ خود کوئی گیان نہیں رکھتی بلکہ لاعلمی اور اندھے طور سے عمل کر رہی ہے اور وہ طاقت کہ جس نے اِنسان کو فیاضی محبت۔ دلیری۔ بشواس اور امید کے قابل بنایا۔ خود ان جذبات کو سمجھنے کے ناقابل ہے۔ ہاں وہ طاقت کہ جس نے اِنسان کو آزاد اور نیکی کے قابل بنایا۔ خود قدرتی قانون میں جکڑی ہوئی۔ اور میکنیکل اور کیمیکل ضرورتوں سے عمل کرتی ہے۔ اور اس طرح سے بھلائی یا نیکی سے ناقابل ہے۔ دوسری صورتوں میں تو بیشی کمی کو پیدا کرتی ہے۔ لیکن کبھی کمی بیشی کو نہیں بناتی۔ مثلاً ایک انسان ایک ایسی کل بنا سکتا ہے۔ کہ جو ایک پرندہ کی طرح گاتی ہو۔ لیکن کوئی پرندہ انسان کی طرح بولنے والی کل نہیں بنا سکتا۔ انسان ایک ایسا دُخانی ہتھوڑا بنا سکتا ہے۔ جو کہ بیس ٹن وزن کا دباؤ پہنچا سکتا ہے۔ اور ایسا آہستہ صدمہ بھی پہنچا سکتا ہے۔ کہ جو صرف اخروٹ کو توڑنے کے لئے کفتی ہو۔ لیکن ایک دُخانی ہتھوڑا انسان کو نہیں بنا سکتا۔ منکر خدا کہتا ہے۔ کہ کان کے سُننے اور آنکھ کے دیکھنے کی جو دلیل ہے وہ تو ایک غلطی ہے۔ کیونکہ ہر ایک واقعہ کہ جو قدرتی قانون کا نتیجہ ہے ایک حسن اتفاق ہے۔ کروڑہا مخلوق کے اندر اتفاق سے ایک آنکھ والی مخلوق پیدا ہو گئی۔ اور اُس کو زندگی کی کشمکش میں اس سے وہ فوقیت حاصل ہوئی۔ کہ بغیر آنکھوں کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

حیوان نابود ہو گئے۔ اور صرف وہ اور اُس کی اولاد باقی رہ گئے اِسی طرح سے کان بھی خوش قسمتی کا نتیجہ ہیں۔ کان کے پردے ہوتے ہیں۔ جس پر کہ آواز کی لہریں ٹکراتی ہیں۔ اور اس کو تھرتھراہٹ دیتی ہیں۔ پردول کے پیچھے چھوٹی چھوٹی ہڈیاں ہیں۔ کہ جن کے اندر سے یہ تھرتھراہٹ ایک گھومر گھیرے تک پہنچتی ہے۔ جو کہ ہڈی کے گرداگرد پیچ کھاتی ہے۔ اور ایک ایسے رقیق مادہ سے بھری ہوتی ہے۔ کہ جس میں قوت سامعہ کی رگین اپنی اپنی چھوٹی چھوٹی تھیلیوں میں ختم ہوتی ہیں۔ ہر ایک آواز ہر ایک با معنی لفظ اور بہار کے موسم کے جانوروں کی بیشمار مختلف آوازیں اس رقیق مادہ میں مختلف قسم کی تھرتھراہٹ پیدا کرتی اور دماغ کو ہر دفعہ ایک مختلف پیغام پہنچاتی اور فرق پیدا کراتی ہیں۔ کہ آیا یہ مرغ کی بانگ ہے یا چڑیا کی آواز یا بچے کی چیخ۔ دائیں ہے یا بائیں۔ نزدیک ہے یا دور۔ اوپر ہے یا نیچے۔ لیکن یہ تمام کارروائی بغیر کسی مقصد کے ہے"۔ اگر ہم کوئی بہروں کے سُننے کا آلہ دیکھتے ہیں تو ہم جان لیتے ہیں۔ کہ یہ کانوں کی مدد کے لئے بنایا گیا ہے۔ لیکن کان کسی مطلب کے لئے نہیں بنائے گئے۔ گویا یہ اٹکل پچو اور یونہی پیدا ہو گئے ہیں۔ اگر ہم کسی عینک کو دیکھتے ہیں تو سمجھ لیتے ہیں۔ کہ یہ آنکھوں کی مدد کے لئے بنائی گئی ہے۔ لیکن آنکھیں کسی مطلب کے لئے نہیں بنائی گئیں۔ بلکہ وہ زمانہ کی کشمکش سے پیدا ہو گئی ہیں۔ جب داؤد[1] نے یہ کہا تھا کہ خدا نے کان اور آنکھیں بنائیں تو اُس نے ڈارون کا مطالعہ نہیں کیا تھا اگر اُس نے مطالعہ کیا ہوا ہوتا تو اُس کو معلوم ہو جاتا کہ کان اور آنکھیں کسی مطلب کے لئے نہیں بنائی گئیں۔ بلکہ اتفاقیہ ظاہر ہو گئی ہیں" +

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مُنکر خدا اِس طرح سے نشوونما یا بِکاش کے قانون کے پردے کے پیچھے (جس کو کہ وہ سائنس کا آخری لفظ خیال کرتا ہے) پناہ لینا چاہتا ہے لیکن اگر ہم ڈارون کی تھیوری کو بھی مان لیویں تو بھی خالق کی جگہ خالی رہتی ہے ہم مان لیتے ہیں۔ کہ آنکھ۔ کان۔ ہاتھ اور تمام جسمانی اعضاء صرف ایک اصلی عضو سے نشوونما پا گئے ہیں تب بھی یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ کس نے اِس پہلے عضو کو بنایا۔ کہ جس سے یہ باقی کے سب ظاہر ہوئے۔ کس نے اوّلین نیبولا میں بکاش کا قانون رکھا۔ تاکہ یہ لازمی طور سے اِس عجائب اور خوبصورت دنیا کی صورت میں نشوونما پائے۔ کوئی تھیوری بھی جو کہ صرف یہ بتلاتی ہے۔ کہ کس طرح سے یہ دُنیا بنائی گئی تھی۔ اس سوال کا جواب نہیں دے سکتی۔ کہ کس نے اس کو بنایا۔ اور یہ سوال ویسا ہی لاحل رہتا ہے۔ جیسا کہ پہلے پہل تھا +

بکاش کے معنے طاقت یا علت نہیں ہو سکتے۔ بکاش صرف ایک عمل کا نام ہے۔ ہم کہتے ہیں۔ کہ ایک پودے میں بیج سے تنہ۔ تنے سے پتے اور پھول۔ پھول سے پھل نکلتے ہیں۔ یہ بکاش کا عمل ہے۔ یعنی وہ عمل کہ جس سے ایک حصہ دوسرے سے ظہور پذیر ہوا ہے۔ لیکن یہ علت نہیں ہے یہ صرف طریقہ یا عمل ہے۔ جب ہم یہ کہتے ہیں۔ کہ زمین اپنی موجودہ حالت میں گیس سے بنی ہے۔ تو ہم نے اِس ظہور کی علت نہیں بتلائی بلکہ ہم صرف اُس عمل کو بتلا رہے ہیں۔ مگر درحقیقت ایک لامحدود اور ناقابل تحقیق علت اس عمل کے پیچھے موجود ہے۔ اور یہ سب کام کسی خاص طاقت کا ہے۔ وہ طاقت کیا ہے؟ یہ کہنا کہ وہ طاقت قانون قدرت یا بکاش ہے۔ صرف

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اُس کے عمل کو بیان کرنا ہے۔ اور یہ جواب ہم کو اُس علت کے ذرہ بھر بھی نزدیک نہیں لیجاتا۔ جب ایک آدمی یہ کہتا ہے۔ کہ زمین اپنی موجودہ شکل میں بکاش کے قانون کے مطابق بن گئی ہے۔ تو اس کا یہ بیان اُس بچے کے جواب سے کچھ زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ کہ جو آلہ خود رواں کی حرکات یا مداری کے کرتبوں کو دیکھ کر یہ کہتا ہے۔ کہ وہ کل کے ذریعہ سے ہو رہے ہیں +

دلیل کے لئے ہم مان لیتے ہیں۔ کہ اس کائنات کے اندر کوئی خفیہ طاقت مادّے میں پوشیدہ ہے۔ کہ جس نے آتشی گیس کو اس آباد دُنیا میں نشوونما کر دیا۔ تو پھر اس طاقت کا ہمیشہ سے موجود ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ اگر کوئی ایسا وقت تھا جب کہ مادہ کے اندر یہ طاقت نہیں تھی۔ تو چونکہ اِس طاقت کو پیدا کرنے والی کوئی اور غیر طاقت موجود نہیں ہے۔ اس لئے اس طاقت نے اپنے آپ کو خود پیدا کیا ہوگا۔ جو کہ ناممکن ہے۔ لیکن یہ طاقت ہمیشہ سے موجود نہیں ہوتی ورنہ قانون بکاش کے بموجب کہ جو ہمیشہ جاری رہتا ہے آخر کار ایک نہایت ہی مکمل ہستی پیدا ہو جاتی۔ یعنی خدا۔ جو کہ مُنکر کے دعوے کے بالکل برخلاف ہے۔ اس لئے منکر خدا اس دُبدھا میں پڑ جاتا ہے۔ کہ یا تو اس امر سے انکار کرنا چاہئے۔ کہ یہ سُتنتر بکاش کا اصول مادی دُنیا کی خاصیت ہے۔ یا اس کو یہ ماننا چاہئے کہ یہ اصول اس میں ہمیشہ سے موجود رہا ہے۔ اور اگر ہمیشہ سے اس کا عمل جاری رہا ہے۔ تو ایک لامحدود زمانے میں ایک نہایت ہی مکمل ہستی تیار ہو جاتی۔ اور پس اس طرح سے اِس کو یا تو اپنی بکاش کی تھیوری ہی چھوڑنی چاہئے۔ یا ایشور کی ہستی کو ماننا چاہئے +

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اِس امر سے تو کسی کو بھی انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ دانائی بیوقوفی پر سبقت رکھتی ہے، اور ایک فہیم ناطق طاقت جو کہ پیدا کرنے کے لئے آزاد ہے۔ ایک ایسی اندھی طاقت سے کہ جو پیدا کرنے کے لئے بندھی ہوئی اور جس کا کسی کو پیدا کرنے میں کوئی مقصد اور کوئی منصوبہ نہیں ہے۔ بہتر ہے۔ اِس لئے یہ ظاہر ہے کہ اگر قانونِ قدرت ہی بکاش کا قانون ہے۔ جو کہ ہمیشہ ترقی کرتا ہُوا ادنےٰ صورتوں سے اعلےٰ صورتیں پیدا کر رہا ہے۔ تو یہ قانون ایک لامحدود زمانے میں ایک مکمل۔ فہیم۔ آزاد اور سُتنتر ہستی بھی نشوونُما کر دیگا۔ اس لئے اب انہیں کہ جو مستکر کیطرح سُتنتر خدا کو اِس کائنات کا خالق نہیں مانتے۔ یہ تو ضروری ماننا پڑیگا۔ کہ خدا قانونِ بکاش کا نتیجہ ہے۔ پس اگر خدا شروع میں نہیں تھا۔ تو قانونِ بکاش کے بموجب ترقی کرتے کرتے انجام میں تو خدا کو ضرور ہی آنا پڑیگا ٭

ڈاروِن کی تھیوری تو دائمی ترقی پر مبنی ہے۔ انتخاب قدرت کا قانون ہمیشہ بہتر کو لے لیتا اور کمتر کو رد کر دیتا ہے۔ اِس کا اصول یہ ہے۔ کہ جس کے پاس ہے اُسی کو دیا جائیگا" (مایا کو مایا ملے کر کے لمبے ہاتھ) لیکن یہ ترقی انسان پر آکر کیوں بند ہو جاتی۔ اور ترقی کی تک ودو اس نقطہ پر آکر کیوں ختم ہو جاتی ہے۔ جبکہ اِس قانون کے عمل کے لئے لاانتہا زمانہ موجود ہے۔ تو یہ ایک مکمل ہستی یعنی خدا کو کیوں نہیں پیدا کر دیتا؟

تاہم مہندس کہتے ہیں۔ کہ جس حساب سے زمین اپنی حرارت کو چھوڑ رہی ہے۔ اِس حساب سے تو زمین کو گیس کی حالت سے اپنی موجودہ حالت تک ٹھنڈا ہونے میں صرف ایک محدود زمانہ لگا ہے۔ اِس لئے منکر خدا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کہہ سکتا ہے ۔ کہ زمین پر ایک مکمل ہستی کے نشوونما پانے کے لئے کافی زمانہ ابھی نہیں گذرا ۔ تاہم ہم کو امید رکھنی چاہیئے کہ اس تھیوری کے بموجب آخر کار ایک خدا ظہور میں آویگا ۔ کیونکہ اس قانون بکاش کی کوئی حد مقرر نہیں کر سکتے ۔ اسی سے معدنیات ۔ نباتات اور حیوانات ظہور میں آئے ہیں ۔ اور آخر کار بیحس جانداروں کے طبقات سے گذر کر مچھلی ۔ رینگنے والے کیڑے مکوڑے ۔ پرندوں اور دودھ پلانے والے حیوانوں سے ترقی کرتے ہوئے انسانی نسل ظہور میں آئی ہے +

گویا اس محدود زمانے میں اس قانون بکاش نے ہمارے سیارے میں انسانی دماغ پیدا کر دیا ہے لیکن اگر اس محدود زمانے میں ہمارے اس خاص کرّہ میں محدود دماغ پیدا ہو گیا ہے تو اس لامحدود کائنات کے اندر اس لاانتہا زمانے میں ایک لامحدود دماغ بھی پیدا کر دینا چاہیئے ۔ اس لئے اگر خدا نے اس کائنات کو پیدا نہیں کیا تو اس کائنات سے ضرور خدا پیدا ہو جانا چاہیئے تھا ۔ الغرض ہر دو صورتوں میں خدا موجود ہے ۔ اور دہریہ پن رد ہو جاتا ہے +

اس دلیل سے بچنے کے لئے صرف ایک ہی وسیلہ ہو سکتا ہے جو کہ میں سوچ سکتا ہوں ۔ یعنی یہ فرض کر لو کہ تمام چیزیں ایک بڑے دائرے میں گھوم رہی ہیں ۔ منکر خدا کہہ سکتا ہے ۔ کہ جس طرح بیج سے پودا نکلتا ہے تب پھول اور پھل لگتے ہیں ۔ کہ جو آخر کار مرجھا جاتے اور صرف بیج ہی رہ جاتے ہیں ۔ اور پھر از سر نو یہی گردش اختیار کرتے ہیں ۔ پس یہی حالت کائنات کی ہے ۔ ایک نیوبولا زمین کی شکل اختیار کرتا ہے ۔ یعنی انسانی ہستی کو پیدا کرتا ہے ۔ جس میں کہ دماغ ۔ دل اور روح ہوتی ہے ۔ اور

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

لاانتہا امید اور اتھک قابلیتیں بھی ہوتی ہیں۔ انسان مرجاتا ہے۔ دُنیا گیس اور نیبولا کی شکل پھر اختیار کرلیتی ہے۔ اور پھر نیبولا سے اور دُنیا پیدا ہو جاتی ہے۔ اور یہی چکّر جاری رہتا ہے +

شاید ایسا ہی ہو۔ مگر یہ حالت قابل غور ہے۔ کہ ہم اس سنسان۔ خالی اور تاریک دائرہ میں سفر کر رہے ہیں۔ نہ یہ جانتے ہیں۔ کہ کہاں سے آئے ہیں۔ اور نہ یہ ہی معلوم ہے کہ کہاں جارہے ہیں۔ میرے خیال میں تو ضرور منکر خدا کی کائنات کی بابت یہی تھیوری ہوگی۔ کہ **اول**۔ یا تو کائنات ہمیشہ سے ترقی کی طرف جارہی ہے۔ اور لامحدود زمانے میں ایک مکمل ہستی یعنی خُدا پیدا ہو جاتا ہے مگر اس سے تو منکر خدا انکار کرتا ہے۔ یا **دوئم**۔ یہ کائنات ہمیشہ سے تنزل کی طرف جارہی ہے۔ اور تب لاانتہا زمانے میں یہ اپنے آپ کو نیست و نابود کردیتی ہے۔ لیکن ایسا واقعہ ابھی نہیں ہُوا۔ یا **تیسرے** یہ کائنات بہتری سے کمی کی طرف اور پھر کمی سے بہتری کی طرف گردش کر رہی ہے۔ اور علٰے ہذاالقیاس +

اگر منکر خدا کی یہی تھیوری ہے۔ تو یہ کائنات نہایت ہی ہیبتناک چیز بن جاتی ہے۔ جو کہ خود تاریک اور جس کا انجام نہایت ہی خوفناک ہے۔ جو کہ اندھادھند پیستی جارہی ہے۔ اور اپنے بے رحم پہیوں کے نیچے انسانی اُمید کو کُچل رہی ہے۔ دہریہ پن کی یہ خاص خصوصیت ہے۔ کہ اس میں امید کی گنجائش نہیں ہے۔ کتاب مقدس جو کہ فلاسفی اور علم الٰہی کا لب لباب ہے۔ کہتی ہے کہ "دُنیا میں بغیر امید کے اور بغیر خدا کے"۔ (پولس رسول کا خط۔ باب ۲ آیت ۱۲) گویا منکر خدا کے لئے یہ ایک خوفناک فتوے ہے۔ یعنی ناامید ہونا۔ گو اسکی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

خوشی جاتی نہیں رہتی ۔ وہ موجودہ وقت میں خوشی کو محسوس کرنے کی طاقت بھی رکھتا ہے ۔ وہ اپنی ضمیر کو قائم رکھتا ہے ۔ وہ دیانت دار ہوسکتا ہے ۔ ہمیشہ صداقت کی پیروی کرسکتا ہے ۔ اور اس کے اندر اس قسم کی تسکین بھی ہوسکتی ہے ۔ جو کہ صداقت کی پیروی کرنے کا نتیجہ ہوتی ہے ۔ وہ فیاض بھی ہوسکتا ہے ۔ اِس کے دل میں مصیبت زدوں کے لئے رحم ۔ اور اپنے کنبے کیلئے پریم ہوسکتا ہے ۔ اور وہ ایک اچھا ہمسایہ بھی ہوسکتا ہے ۔ لیکن وہ ایک ایسا انسان ہے ۔ کہ جس کے لئے آئندہ کی کوئی امید نہیں +

اس میں کچھ شک نہیں کہ انسان میں طبعی طور سے کم و بیش کچھ امید ہوتی ہے ۔ اور یہ اُس کی خصلت کا ایک جزو ہے ۔ لیکن ایسی امید جو کہ پختہ اور کامل ہو صرف خدا یعنی مکمل ہستی پر بشواس کرنے سے ہی پیدا ہوسکتی ہے ۔ انسان کے اندر جو کچھ نیکی ہے ۔ اُس کا مکمل نمونہ ہم خدا میں پاتے ہیں ۔ وہ اعلےٰ ہستی مالک کون و مکان ۔ طاقت کُل ۔ دانائی کُل ۔ اور بھلائی کُل ہے ۔ وہ ایک ایسی ہستی ہے ۔ جو کہ اپنی ہر ایک مخلوق کو مکمل محبت سے پیار کرتی ہے وہ ایک ایسا پروردگار ہے ۔ جو اِس دُنیا کی رہنمائی کرتا ہے ۔ جو کہ اس کو برائی سے بھلائی اور بھلائی سے اور زیادہ بھلائی کی طرف لے جاتا ہے ۔ خدا پر ایسا بھروسہ کرنے سے ہی اِنسان کے دِل میں امید پیدا ہوتی ہے ۔ خدا میں ایسا یقین کرنے سے ہی ہم ابدی ترقی میں بھی یقین کرتے ہیں ۔ اور دیکھتے ہیں کہ تمام چیزیں بھی بہتری کی طرف جا رہی ہیں ۔ تب ہم یقین کرتے ہیں ۔ کہ جو کچھ اب تاریک ہے ۔ روشن ہو جائیگا ۔ جو کچھ اب برائی معلوم ہوتی ہے بعد ازاں بھلائی دکھائی دیگی ۔ اور کہ یہ زندگی بھی اچھی ہے ۔ اور موت بھی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کوئی بُری چیز نہیں ہے۔ قدرت اور انسان دونوں اچھے ہیں۔ اور بُرائی ایک بیماری ہے۔ جو کہ عارضی ہے۔ ہمارا یقین ہے۔ کہ گناہ قابل علاج ہے۔ گنہگار بچایا جائیگا۔ اور یہاں کے آسمان سے آئندہ زندگی کے آسمان میں تبدیل ہو جانا ہے۔ یہ ایک اعلےٰ۔ روشن اور دیرپا امید ہے۔ جو کہ سوائے خدا پر بھروسہ کرنے کے کسی اور چیز سے پیدا نہیں ہو سکتی۔ سائنس یہ امید دے نہیں سکتا۔ کیونکہ سائنس تو صرف موجودہ ظہوروں کا مشاہدہ اور جماعت بندی کرتا ہے اور نہ ہی خشک فلاسفی بغیر روحانی بصارت کے صرف حس کے ذریعہ یہ امید دے سکتی ہے۔ کیونکہ فلاسفی صرف موجودہ چیزوں کو جیسی کہ وہ ہیں دیکھ سکتی ہے لیکن ایشور بشواس سائنس اور فلاسفی میں ایک ترقی کا مسئلہ رکھ دیتا ہے۔ اور ایک فیاض امید کے ذریعہ سے اُس کی جڑوں کی پرورش کرتا ہے۔ ورنہ بغیر امید کے نہ تو سائنس نہ علوم نہ فلاسفی۔ نہ تہذیب کچھ آگے بڑھ سکتے یا ترقی کر سکتے ہیں۔ اسی لئے جہاں دہریہ پن یا لامذہبی پھیلی ہوئی ہے۔ وہاں تہذیب کا خاتمہ ہو جاتا ہے انسانی ترقی بند ہو جاتی ہے۔ سائنس کمزور ہو جاتا۔ اور فنون مُردہ ہو جاتے ہیں +

جب مسیح اِس دُنیا میں آیا تو امید انسانی دلوں میں مردہ پڑی ہوئی تھی دُنیا کا خاتمہ ہونیوالا معلوم ہوتا تھا۔ زندگی خالی تھی۔ پُرانے دیوتاؤں میں سے اعتقاد اُٹھ گئے تھے۔ اور ہادیانِ دین نے اپنے ہی مذہب کی صداقتوں کے برخلاف دلیلیں دینی شروع کر دی تھیں۔ نیک پاک اور اعلےٰ آدمی ہی سب سے زیادہ غمگین اور ناخوش معلوم ہوتے تھے +

زندگی رہنے کے قابل نہیں معلوم ہوتی تھی۔ اِس سخت مایوسی کی حالت میں مسیحی مذہب آیا۔ اور اس کی زندگی نے لوگوں کو روشنی دی۔ اگر تم پال کا وعظ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اُسنے جوکہ ایک غریب یہودی تھا۔ جس کو اپنے ہی لوگ نفرت کرتے تھے۔ اور جہاں کہیں وہ جاتا تھا لوگ اُس کو ستاتے اور گالیاں دیتے اور حقارت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ تو وہ اسکے لئے امید سے بھرا ہُوا تھا اور اس کی آواز اب صدیوں بعد بھی کرنا کی پھونک کی طرح گونج رہی ہے۔ وہ کہتا ہے " خدا کی محبت سے ہم کو کیا چیز جدا کریگی؟ سختی۔ تکلیف۔ مصیبت۔ ایذا۔ قحط۔ عریانی یا تلوار۔ ان تمام حالتوں پر ہم اُس خدا کے ذریعہ جو ہم کو پیار کرتا ہے۔ فتح پاسکتے ہیں۔ کیونکہ میرا پورا بشواس ہے۔ کہ نہ ہی تو موت۔ نہ زندگی۔ نہ فرشتے۔ نہ حکومت۔ نہ طاقت نہ ہی موجودہ چیزیں۔ نہ ہی آئندہ چیزیں۔ نہ ہی بلندی۔ نہ ہی پستی۔ نہ ہی کوئی مخلوق ہم کو خدا کی محبت سے جدا کرسکتی ہے"

لیکن منکر خدا کے لئے کوئی امید نہیں۔ وہ آسمانوں کی طرف دیکھتا ہے اور ایک عالیشان اور عظیم ترتیب کا قانون پاتا ہے یعنی سیارے سورجوں کے گرداگرد گھومتے ہیں اور ستاروں کے گرد گردش کررہے ہیں۔ اور تمام اپنے عظیم راستے پر نہایت ہی باقاعدگی کے ساتھ گھوم رہے ہیں

لیکن منکر خدا اس میں کوئی دماغ نہیں دیکھتا کہ جس نے اس وسیع نظام شمسی کو پیدا کیا۔ اور چلا رہا ہے۔ وہ ہر طرف انتظام پاتا ہے لیکن اس کا کوئی منتظم نہیں دیکھتا۔ وہ قانون تو دیکھتا ہے۔ لیکن اُسے کوئی مقنن دکھائی نہیں دیتا اور ستاروں کو دریافت کرنیوالا سائنس اپنی وسیع معلومات کے ذریعہ ہمارے لئے صرف مایوسی کی خبریں لاتا ہے۔ یعنی یہ کائنات صرف ایک خلا ہے۔ اس کے اندر کوئی خدا نہیں۔ اور یہ ہمیشہ کے لئے بغیر کسی حکمت کے۔ بغیر کسی مقصد کے بغیر کسی مطلب کے بغیر کسی انجام کے لڑھکتی ہوئی جارہی ہے۔ یہ آسمان منکر خدا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کے لئے خدا کا جلال تو ظاہر نہیں کرتے لیکن صرف سر آئزک نیوٹن اور لا پلیس کی بزرگی کی شہادت دیتے ہیں (یہ دونوں شخص بڑے سائنس دان گذرے ہیں) مگر یہ تو ایسا ہی ہوا کہ جیسے کوئی شخص ہومر یا شیکسپیر کی تصانیف کو کھولتا ہے۔ اور مصنف کی لیاقت سے تو متاثر نہیں ہوتا۔ لیکن اُن بچوں کی دانائی پر متحیر ہوتا ہے کہ جنھوں نے اِن کتابوں سے الفاظ اور اور لیکن کا ہجا کرنا سیکھ لیا ہے ؞

منکر خدا زمین کی طرف نگاہ ڈالتا ہے۔ اور ہر ایک طرف مناسبت کے قانون کو پاتا ہے۔ اور ہر ایک جگہ مطابقت کو بھی دیکھتا ہے۔ لیکن اُن کے اندر کوئی منصوبہ یا ارادہ نہیں دیکھتا۔ لیکن وہ خیال کرتا ہے۔ کہ طاقت اور مادہ دو اندھے جنّوں کی طرح نشے کے دور میں کام کر رہے ہیں۔ اور دیوانہ وار چیزوں کو اِدھر اُدھر اچھال رہے تھے۔ اور انھوں نے بجائے ہر ایک چیز کو تباہ کر دینے کے اِس خوبصورت دُنیا کو اپنی اندھی جدوجہد کے ذریعہ سے پیدا کر دیا ہے۔ اور جو کچھ اِس طاقت اور مادے نے بنایا ہے وہ ایک دن اُس کو پھر نیست و نابود بھی کر دینگے ؞

منکر خدا ایک بڑے شاعر کے ساتھ ایک بلند پہاڑ کی وادی کو دیکھنے کے لئے جاتا ہے۔ وہ ایک مقام پر اکٹھے کھڑے ہوئے ہیں۔ اور گھاٹی پر سے چڑھتے ہوئے دن کو دیکھتے ہیں۔ وہ صبح کے ستارے کو پہاڑ کی ویران خوفناک اور وسیع پیشانی پر کھڑا ہوا دیکھتے ہیں۔ وہ پہاڑ کی سیاہ اور خوفناک چوٹی کو دیو دار کے سنسان جنگلوں کے اندر سے چپ چاپ اُٹھتا ہوا دیکھتے ہیں۔ اُس کی چوٹی کی نا چھوئی ہوئی برف پر سے گلابی شفق کو آتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ اور پتھر کے میناروں کو میخوں کی طرح سیاہ آسمان کو چیرتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ وہ روشنی کو جبکہ یہ برف کے وسیع میدانوں سے آہستہ آہستہ نیچے اتر کر گہری وادیوں کو عبور کرتی ہے۔ اور وفانی تو دو ں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پر جھلک ڈالتی ہے دیکھتے ہیں +

شاعر تو اِس خوبصورت نظارے سے مُلہم ہوکر پہاڑ کے خالق کی حمد کا گیت گانے لگتا ہے۔ اور وہ گیت ہمیشہ تک قائم رہتا ہے۔ حتے کہ مُنکرِ خدا بھی اس نظم کی داد دیتا ہے اور وہ اس نظم میں شاعر کی قوتِ بیانیہ اور متخیلہ کی بلند پروازی کو دیکھتا ہے لیکن یہ نظم تو خود بخود اتفاق سے نہیں بن گئی۔ بلکہ شاعر کے دماغ سے نکلی ہے۔ لیکن کیا خود شاعر دراس خوبصورت نظارہ کو کہ جس نے شاعر کو مُلہم کیا ہے۔ پیدا کرنے کے لئے کسی بنانے والے دماغ کی ضرورت نہیں؟ وہ تو کسی اتفاق کا نتیجہ ہیں یا قدرتی انتخاب کا +

منکرِ خدا ایک مادری شفقت کی تصویر دیکھتا ہے۔ مادرانہ خوبصورتی کو محسوس کرتا ہے۔ اور بچے کی آنکھوں کے عجیب اظہار کو دیکھتا ہے۔ اور وہ اُسے روزمرہ دیکھ دیکھ کر اس کی پوشیدہ خوبصورتی کو زیادہ سے زیادہ ناقابلِ تشریح اور ناقابلِ ختم پاتا ہے۔ اور اُس کے بنانیوالے مُصوّر میں فوق الانسان دانائی اور لامحدود قوتِ متخیلہ کی شہادت پاتا ہے۔ وہ جانتا ہے۔ کہ **ریفل** (ایک بڑا مشہور مصور) کی تصویر ایک اعلےٰ دماغ کا ہی نتیجہ ہوسکتی ہے لیکن ساتھ ہی خیال کرتا ہے۔ کہ خود ریفل تو کسی دماغ کا نتیجہ نہیں ہے۔ بلکہ وہ صرف طاقت اور مادہ کا نتیجہ ہے۔ جو کہ قدرتی انتخاب کے قانون کے بموجب کام کر رہے ہیں۔ وہ یہ بھی جانتا ہے کہ طاقت اور انتخاب قدرت خود بخود یہ تصویر نہیں بنا سکتے لیکن تاہم وہ خیال کرتا ہے۔ کہ اُنھوں نے تصویر کے مُصوّر کو بنایا ہے۔ اندھے قانون بُرش کو نہیں بنا سکتے۔ رنگوں کو نہیں پیس سکتے۔ اور اُس تصویر کی الٰہی خوبصورتی کو بھی پیدا نہیں کر سکتے۔ لیکن باوجود اس کے بھی مُنکرِ خدا قیاس کرتا ہے۔ کہ وہ مُصوّر کہ جس نے یہ تصویر بنائی ہے۔ اتفاق۔ طاقت یا قانونِ بکاش (اگر تم اس لفظ کو استعمال کرنا چاہتے ہو) کا نتیجہ ہے +

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

روم کے تخت پر سکندر چہارم جلوہ گر ہوتا ہے۔ جو کہ جھوٹ۔ ظلم۔ لالچ اور شہوت مجسم تھا۔ وہ اپنے ماتحتوں کو زہر دے کر مار ڈالتا ہے۔ تاکہ اُن کی جاگیر پر قابض ہو جائے۔ وہ اپنے متقدمین یزڈ[1] اور ٹائی بیرس سے بھی ہر ایک وحشیانہ حرکت اور بدی میں کہ جس سے اُنہوں نے محل اور تخت کو ناپاک کیا تھا بڑھ جاتا ہے اسی اثنا میں اس کے حکم سے سیون ارولا جو کہ فلارنس کا ایک نیک اصلاح کنندہ دلی۔ اور خدا رسیدہ آدمی تھا قید کیا جاتا ہے۔ تاکہ وہ دوسری صبح قتل کیا جاوے ولی خاک پر سجدہ کرتا ہے۔ اور خدا سے مدد پانے کے لئے دعا مانگتا ہے۔ خدا اس کے دل میں امید اور تسکین پیدا کرتا ہے۔ لیکن منکر خدا اُسکی کوٹھڑی میں جھانک کر کہتا ہے " ارے بیوقوف! خدا کیسا۔ مادّہ اور طاقت نے اِس دنیا کو پیدا کیا ہے مادّہ اور طاقت ہی اس پر حکومت کرتے ہیں۔ خدا کچھ مدد نہیں کر سکتا۔ اگر مدد مانگنا چاہتے ہو۔ تو اُس آدمی سے التجا کرو۔ جو ظالم۔ اور شیطان۔ روم کے تخت پر جلوہ گر ہے۔ جاؤ۔ اس کے آگے سجدہ کرو۔ اور اپنی زندگی بچاؤ۔ اگر تم مر گئے تو تمہارا خاتمہ ہو جائیگا۔ پور جیہ سے دعا مانگو۔ وہ تمہاری آواز سُن سکتا ہے لیکن خدا سے دُعا نہ مانگو۔ کیونکہ اس دُنیا یا آسمان میں انصاف پسند لوگوں کی دعائیں سُننے کے لئے کوئی خدا نہیں ہے"۔ انکل ٹام[2] اپنے آقا لگری کی زمینداری پر اپنے آپ کو مصیبت اور تکلیف کی دوزخ میں پاتا ہے۔ گھر بار اور بیوی بچے سے جدا۔ شیر سے بھی زیادہ ظالم (کیونکہ شیر تو خوراک کے لئے مارتا ہے۔ لیکن اپنے نفس کی خوشی کے لئے تکلیف نہیں پہنچاتا) کی غلامی میں پھنسا ہُوا۔ دن کے وقت محنت سے چُور چُور رات کو سردی سے ٹھٹھرا ہُوا

[1] یہ دونوں روم کے بادشاہ نہایت ہی ظالم گذرے ہیں +

[2] جو کہ ایک حبشی غلام اور نہایت ہی خدا پرست اور نیک تھا +

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور فاقوں سے نیم جان ہو کر بھی وہ اپنی آرامگاہ اُس خدا میں دیکھتا ہے۔ جو کہ انصاف کُل ہے۔ اور جو کہ تمام کو دیکھتا اور تمام پر حکومت کرتا ہے۔ وہ خدا کے سامنے چلّاتا ہے۔ اپنے تمام رنج والم کی کہانی اُس رحم کُل کے سامنے بیان کرتا ہے۔ اور اپنے آسمانی باپ کی محیط کل محبت میں آرام پاتا ہے۔ لیکن مت کر خدا آ کر کہتا ہے "کیا لغو حرکت ہے۔ تم تو ایک بہری اور بے جان کائنات سے باتیں کر رہے ہو۔ جس میں کوئی خدا نہیں۔ میں نے اُس خدا کو اپنی آٹھ فیٹ لمبی دوربین کے ذریعہ دیکھنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن میں اس کو ستاروں کے درمیان نہیں دیکھتا۔ مَیں نے اس کو سپنسر کی زبردست خوردبین کے ذریعہ دیکھنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن مَیں اُس کو منفرد مادہ میں بھی نہیں پاتا۔ خدا تمہاری مدد نہیں کر سکتا۔ کیونکہ تمہارے دُکھڑے سُن کر رحم کرنے کے لئے اس کے کان اور بچانے کے لئے اس کے بازو نہیں ہیں۔ اپنے آقا لگڑی کی جا کر خوشامد کرو۔ اور دوسرے غلاموں کو ستانے میں اس کو مدد دو یہی تمہارے بچاؤ کا طریقہ ہے۔ وہ تمہاری بات کو سن سکتا ہے لیکن خدا کسی کی آواز نہیں سنتا"۔

دو نوجوان آدمی یونین (اضلاع متحدہ امریکہ) کی طرف سے بغاوت کے برخلاف لڑتے ہیں۔ ایک تو اپنے سُکھی گھر سے اپنے پسندیدہ مطالعہ کو چھوڑ کر جاتا ہے۔ جس کا کہ موجودہ وقت خوشیوں سے اور آئندہ وقت امیدوں سے بھرا ہوا ہے۔ لیکن وہ اُن کی پرواہ نہیں کرتا۔ کیونکہ فرض کی آواز سن کر وہ اُٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ اس کا باپ اپنے بستر مرگ پر سے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہتا ہے "جاؤ میرے بیٹے اپنا فرض ادا کرو۔ اور مجھ کو یہاں مرنے کیلئے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

چھوڑ جاؤ"۔ اس کی ماں جس نے اس کو کبھی گرم ہوا بھی نہیں لگنے دی۔ کہتی ہے "جاؤ میرے بیٹے کیمپ کی مصیبت برداشت کرنی ہوگی تمہارے پاؤں میں آبلے پڑینگے۔ خاک آلودہ کوچ کرنے ہونگے۔ بیماری اور تنہائی سنگین قید اور شاید نہایت ہی تکلیف دہ موت کے (میدان جنگ پر) اندر سے گذرنا پڑیگا۔ لیکن جاؤ۔ کیونکہ یہ تمہارا فرض ہے"۔ پس وہ اس طرح پر ایک بھرے دل سے لیکن ایک اعلےٰ مقصد لے کر جاتا ہے۔ اور اب وہ ورجینیا (اضلاع متحدہ کی ایک ریاست) کے گھنے جنگلوں میں لمبی گھاس کے نیچے موت کے بازوؤں میں پڑا ہوا ہے۔ دوسرا نوجوان بھی جاتا تو ہے۔ لیکن بطور ایک مدبر کے کہ رفتہ رفتہ رسوخ اور عہدہ حاصل کرے۔ یا بطور ایک منصوبہ باز کے کہ بہت سا روپیہ بٹورے اس کو ایک نہایت ہی سہل جگہ ملجاتی ہے اور وہ شاذ و نادر ہی اپنی رجمنٹ کے ساتھ ہوتا ہے۔ وہ سپاہیوں کو اُن کی تنخواہ اور راشن میں دھوکا دیتا ہے۔ اور لوٹ کے مال سے اپنی جیبوں کو بھرتا ہے۔ لڑائی کے دن اس کا کام فوج کے پیچھے رہنا ہے اور اپنے آپ کو صحیح سلامت رکھتا ہے۔ وہ واپس گھر آتا ہے۔ اور بریگیڈیر (فوج کے ایک حصہ کا سردار) کے عہدہ تک پہنچ جاتا ہے۔ اور کانگریس کی ممبری حاصل کر لیتا ہے۔ مینکر خدا کہتا ہے "دونوں نوجوانوں میں آخرالذکر زیادہ دانا ہے، کیونکہ اس نے کم از کم کچھ تو حاصل کیا ہے۔ اور زندہ رہا ہے۔ لیکن دوسرا تو کاربن۔ اور ہیڈروجن میں تبدیل ہو کر ہمیشہ کے لئے نیست و نابود ہو گیا ہے"۔

خاوند اپنی بیوی کی لاش کو زمین میں دفن کرتا ہے۔ اُنہوں نے کچھ دنوں تک باہم خوشی کی زندگی بسر کی ہے۔ اور خاوند کا دل بیوی کی میٹھی سوسائٹی میں ہر گھنٹہ زیادہ اور زیادہ پاک ہوتا گیا ہے۔ خاوند کی تمام دنیاوی امیدیں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اُس کے تبسم کی خوشی میں تھیں۔ اور اب وہ اس کے سامنے مردہ پڑی ہے۔ موت کی نشان مٹا دینے والی انگلیوں نے ابھی تک اس کے لبوں اور بھنووں سے خوبصورتی کو بالکل اُڑا نہیں دیا۔ اِس سخت غم کے وقت میں اس کا دل خدا کو پکار اُٹھتا ہے۔ اور خدا اُس کی آواز کو سُن کر ایک ابدی امید اس کے دل کے اندر بھیجتا ہے۔ اس کے دل کی آنکھوں کے سامنے بہشت کھُل جاتے ہیں اور وہ اپنی پیاری کو زندہ اور اس ابدی گھر میں پہلے کی بہ نسبت زیادہ تر و تازہ پاتا ہے۔ وہ اس کی موجودگی کو محسوس کرتا ہے۔ وہ اس کی ابدی محبت میں محو ہو جاتا ہے۔ اُس کا رنج و الم خوشی سے تبدیل ہو جاتا ہے۔ تب منکر خدا آکر کہتا ہے "تم کیسے بیوقوف ہو کہ اس کو (بیوی کو) زندہ خیال کرتے ہو۔ وہ تو ہیڈروجن اور کاربن کا مرکب تھی۔ جس کو کہ مادہ اور طاقت نے ترتیب دے کر بنایا تھا۔ اور پکاش کے عمل نے تیار کیا تھا۔ اب وہ پھر کاربن اور ہیڈروجن کی شکل میں بکھری ہوئی حالت میں ہے۔ وہ ہمیشہ کے لئے معدوم ہو گئی ہے۔ کھاؤ۔ پیو اور چین کرو۔ کیونکہ کل تم نے بھی مر جانا ہے۔ خدا کو مت یاد کرو۔ کیونکہ وہ کچھ بھی نہیں ہے۔ تمام سائنس دانوں کا یہی مذہب ہے"۔

منکر خدا اِس دُنیا میں برائی کو دیکھتا ہے۔ اور اس طرح سے ایک مکمل خدا کی ہستی سے انکار کرتا اور کہتا ہے کہ "اگر ایک مکمل خدا نے اس دُنیا کو بنایا ہے تو دنیا میں نامکمل پن کیوں ہے مکمل سے نامکمل کس طرح پیدا ہو سکتا ہے؟" اور اپنے اِس زبردست منطق پر خوش ہوتا ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ ہمارے خیالات کے بموجب بھی دنیا نامکمل دکھائی دیتی ہے لیکن اسی طرح

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سے ایک مکھی بھی تو آئینہ دار کھڑکی سے سر ٹکرا کر کہہ سکتی ہے "یہ گھر کاریگری کا کیسا نامکمل نمونہ ہے۔ اس میں تو میرے باہر اُڑ جانے کے لئے کھُلی کھڑکیاں ہونی چاہئیں تھیں" اور اسی طرح سے ایک پرندہ جس کے پر ابھی نکلے ہیں ایک کچے بیر کو اٹھا کر کہہ سکتا ہے "یہ دُنیا کیسی نامکمل ہے۔ کہ جس میں کچے بیر پائے جاتے ہیں" ایک دیہاتی آدمی ایک فیکٹری میں جاتا ہے۔ اور کاریگروں کو سالہا سال کی محنت کے بعد دیوار پر بیل بوٹوں پر ایک بھدی سی تصویر بناتے ہوئے دیکھ کر کہہ سکتا ہے۔ کہ "یہ کیسا نامکمل اور ادنےٰ درجہ کا کام ہے"۔ لیکن چھوٹی مکھی ابھی صبر کرو۔ حتےٰ کہ تم اُس مطلب کو جس کے لئے گھر بنایا گیا ہے سمجھ جاؤ۔ چھوٹے پرندے انتظار کرو۔ تاکہ موسم گرما میں بیر پک جائے۔ نقطہ چین دہقان پہ دہ کی دوسری طرف دیکھنے کا انتظار کرو۔ اور اے منکر خدا تم بھی اُس وقت تک بیچین مت ہو۔ جبتک کہ تم لامحدود خدا کے کاموں کو سمجھنے کے لائق نہ ہو جاؤ +

یہانتک تو ہم دیکھتے ہیں۔ کہ بُرائی مثل ایک خراب مصالحے کے بھلائی کو پیدا کرنے کے لئے لگاتار استعمال کی جاتی ہے۔ اور زندگی کے راز روح کی عظمت کو ظاہر کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ اُن قوانین اور امور تک پہنچنے کی قابلیت رکھتی ہے کہ جن کو یہ اس دنیا میں نہیں سمجھ سکتی + ایک خداپرست کے لئے یہ سربستہ راز کہ جن کی بنیاد دل میں ہے ابدی زندگی کا ایک وعدہ ہیں۔ کیونکہ اگر خدا نے ہماری عقل کے سامنے ایسی مشکلات رکھ دی ہیں کہ جو اِس دُنیا میں ناقابل حل ہیں۔ تو کیا یہ امر اس بات کا وعدہ نہیں ہے؟ کہ وہ آئندہ زندگی میں حل کی جاویں گی۔ انسانی دل ایسا بنایا گیا ہے کہ اس میں ضرور ایسے شکوک پیدا ہوں کہ جن کا کافی جواب اس دنیا میں نہیں ملتا۔ تو کیا کوئی دوسری دنیا نہیں ہے کہ جہاں یہ معمے حل ہو جائینگے +

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

منکر خدا کہہ سکتا ہے کہ فرض کر لو "جو کچھ تم کہتے ہو بالکل راست ہے تو پھر کیا؟ کائنات کی بابت میری تھیوری مایوس کرنیوالی ہو سکتی ہے۔ یہ تھیوری مصیبت کے وقت تمام تسلی اور امید کو چھین سکتی ہے بیکسی کی حالت میں تمام سہاروں کو توڑنیوالی ہو سکتی ہے لیکن پھر بھی کیا سوال تو یہ ہے کہ آیا یہ درست ہے یا غلط"۔ میں بھی مانتا ہوں کہ سوال تو یہی ہے۔ لیکن میں اس امر کو کہ کوئی تھیوری (قیاس) مایوسی پیدا کرتی ہے۔ خود اس تھیوری کے برخلاف ایک زبردست دلیل خیال کرتا ہوں۔ کسی تھیوری (قیاس) کے حق میں سب سے عمدہ ثبوت یہ ہے کہ وہ تمام واقعات میں موافقت پیدا کرے۔ تمام مشکلات میں تسلی دے۔ اور کائنات کو اس طرح سے ظاہر کرے کہ دل آرام کی حالت میں رہ سکے غالباً وہ تھیوری درست ہے کہ جس سے دل تسکین پاتا ہے۔ اور وہ تھیوری کہ جس سے دل کو تشفی نہیں ہوتی یقیناً غلط ہے۔

اب مکمل خدا کی ہستی کا یقین دل و دماغ دونوں کو تسکین دیتا ہے۔ یہ دماغ اور جسم میں جہتی۔ اس زندگی میں خوشی۔ آئندہ زندگی میں امید پیدا کرتا ہے۔ یہ خدا کی موجودگی سے اس دنیا میں اتحاد پیدا کرتا ہے۔ یہ ہماری زندگی کے سامنے ایک مقصد پیش کرتا ہے۔ جو کہ ہم کو اس کی (خدا کی) طرف لیجا رہا ہے۔ خدا میں یقین کرنے والا۔ خوش۔ باامید اور مضبوط ہوتا ہے۔ نازک اور کمزور دل عورت بھی اس عقیدے سے طاقت پاکر خوشی بخوشی موت کے لئے تیار ہو جاتی ہے۔ لیکن دہریہ پن کے لئے کون شہید ہوا ہے؟ شاید بعض صداقت کی خاطر شہید ہوئے ہوں۔ اور شاید سچے عقیدے کا جوش ایک منکر خدا کو بھی اپنے اعتقاد کیلئے مرنے پر تیار کر دیتے۔ لیکن یہ کیسی خوفناک شہادت (شہید ہونا) ہے۔ مایوسی کی خاطر قربان ہونا نیستی اور نابودی کا حواری ہو کر جان دینا۔ اور لوگوں کو یہ یقین دلانے کے لئے مرنا کہ ہم کو رہنما کرنے کے لئے کوئی لا محدود دانائی نہیں ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور ہم کو بچانے کے لئے کوئی لامحدود طاقت نہیں ہے۔ اور ہم کو پیار کرنے کیلئے کوئی ابدی باپ نہیں ہے۔ اور نہ ہی کوئی مکمل خوبصورتی اور بھلائی کُل ہے۔ کہ جس کو ہم پیار کر سکیں۔ شاید ہی کبھی کسی ستشنے آدمی نے اپنی سادگی کی وجہ سے اس خوفناک عقیدہ کے لئے جان دینے کی جرأت کی ہو۔ لیکن شہیدوں کے بہادر گروہ نے ہمیشہ بشواس (نہ کہ شک) کی خاطر اور ربانی اور مکمل طاقت میں پوری پوری امید اور بھروسہ کرتے ہوئے موت کو قبول کیا ہے +

ایک تھیوری کہ جو روح کو تسکین دیتی ہے۔ یہی امر اس کی درستی کا ثبوت ہے، کیونکہ ذہنی تسّلی سچائی کو دیکھنے کا طبعی نتیجہ ہے۔ علم موجودات کی کسی تھیوری کے درست ہونے کا سب سے عمدہ ثبوت یہ ہے۔ کہ جبکہ اس پر عملدرآمد کیا جاتا ہے۔ تو یہ ہم کو تندرستی صحت قناعت اور تسلّی کی حالت میں بغیر بیماری یا درد کے چھوڑتی ہے۔ اسی طرح سے کسی ذہنی تھیوری کے درست ہونے کا سب سے عمدہ ثبوت یہ ہے کہ آخر کار یہ دل و دماغ کو قناعت۔ تسکین اور آرام کی حالت میں چھوڑتی ہے + منکر خدا کی کائنات کی تھیوری روح کو خالی اور دل کو مردہ چھوڑتی ہے۔ کیونکہ یہ نہ تو کچھ بتلاتی ہے۔ اور نہ ہی یہ ہمیں کوئی امید دلاتی ہے۔ لیکن ایک لامحدود اور مکمل خدا کا بشواس ہماری روح کو اعلےٰ اور زندہ کرتا ہے۔ اور انسان کو زیادہ مضبوط پاک اور دانا بناتا ہے۔ یہ ہم کو محدود سے لامحدود کی طرف لے جاتا ہے۔ اخیر پر ہم ایک شاعر کے ان الفاظ کے ساتھ اس مضمون کو ختم کرتے ہیں:۔

ہم سب ایک عظیم کل کے جزو ہیں۔ کہ جس کا جسم یہ کائنات اور جس کی روح خدا ہے۔ وہ جو کہ تمام میں بدلتا ہے۔ مگر تو بھی تمام میں وہی ہے۔ زمین پر بھی وہ آپ ہی بڑا ہے۔ اور اجرام فلکی میں بھی۔ وہ سورج میں گرمی۔ نسیم میں تروتازگی ستاروں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

میں چمک اور درختوں میں پھول ہے۔ وہ تمام زندگیوں میں زندگی اور تمام پھیلاوٹ
میں پھیلاوٹ ہے۔ وہ بغیر تقسیم ہوتے کے بڑھتا اور بغیر خالی ہونے کے خرچ کرتا
ہے۔ اس کے لئے نہ بلندی ہے نہ پستی۔ نہ بڑائی ہے نہ چھوٹائی۔ وہی تمام میں یا
بھرپور ہے۔ اور وہی تمام کی حدبندی کرتا ہے۔ وہی تمام کو ملاتا۔ اور وہی تمام کو برابر
کرتا ہے۔ اے انسان پیدائش اور موت کے وقت تو اسی ایک ربانی ہاتھ میں محفوظ
ہے تیرے لئے تو یہ کائنات ایک سربستہ راز ہے۔ ہاں تیرے لئے تمام اتفاق کا
نتیجہ۔ کیونکہ تو اُسکی رفتار کی سمت کو نہیں پہچان سکتا۔ تیرے لئے یہ تمام متضاد کیونکہ
تو اس کے اتحاد کو نہیں سمجھ سکتا۔ لیکن چشم معرفت کے لئے یہ سب کچھ
صرف عارضی برائی لیکن حقیقت میں عالمگیر بھلائی ہے +

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

باب چہارم

مکمّل اور نامکمّل وحدانیت

اس باب کا مضمون مکمل اور نامکمل وحدانیت ہے +

مکمل وحدانیت ایک ایسے کامل وجود میں یقین کا نام ہے۔ کہ جو تمام چیزوں کے اوپر۔ تمام چیزوں کے اندر اور تمام چیزوں میں موجود ہے۔ ایک کامل وجود وہ ہے۔ کہ جو اپنے میں اُس تمام نیکی کو شامل کرتا ہُوا کہ جو محدود وجودوں میں پائی جاتی ہے۔ کمالیت کے درجہ تک پہنچتا ہے۔ زندگی (جینا) ایک بھلائی ہے؟ کہ جو محدود وجودوں سے تعلق رکھتی ہے۔ اور جس کے بغیر کوئی نیکی ممکن نہیں ہوسکتی۔ لیکن محدود وجودوں کی ہستی عارضی اور بالواسطہ ہے۔ مگر خدا کا وجود ابدی اور بلاواسطہ یعنی کامل ہے۔ اسی طرح سے عقل وفہم بھی محدود وجودوں کی ایک خاصیت ہے۔ مگر جب عقل وفہم کمال کے درجہ پر پہنچ جاتی ہے۔ تو یہ مکمل دانائی ہمہ دانی اور عالم الغیبی ہوجاتی ہے +

اسی طرح طاقت بھی ایک خاصیت ہے۔ اور جب یہ کمالیت کے درجہ پر پہنچ جاتی ہے تو یہ قدرت کُل ہو جاتی ہے۔ پھر اسی طرح سے محدود وجود اعلےٰ ترتیب اور لطیف

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

حواسوں کے ذریعہ زیادہ کامل ہوتا جاتا ہے۔ اور نیچر سے اس کا میل (جوگ) زیادہ اور زیادہ ہوتا جاتا ہے۔ نیچر کے ساتھ کُلّی میل کرنے کو ہم ہمہ جا حاضری کہتے ہیں۔ یا دوسرے الفاظ میں یہ کہ خدا حاضر و ناظر ہے۔ اسی طرح سے ایک کامل وجود محبت میں بھی مکمل ہوگا۔ اور کامل طور سے آزاد۔ یعنی وہ اپنے سے کسی زبردست اندرونی یا بیرونی طاقت سے محدود نہیں۔ اور اس لئے مکمل چیتن یعنی جذبات اور حواس کے پنجے سے بالکل آزاد ہے +

اب چونکہ مکمل وحدانیت کے معنے ہم نے سمجھ لئے ہیں۔ اس لئے نامکمل خداپرستی کی مختلف اقسام کا بیان کرنا ایک آسان بات ہے۔ خدا کی بابت کوئی تصور جو کہ اُس کی قدرت۔ دانائی۔ نیکی یا آزادی کو محدود کرتا یا ان صفات کو مشتبہ بناتا ہے۔ نامکمل خداپرستی کی ایک صورت ہے +

نامکمل خداپرستی کی مختلف اقسام میں سے ہم مفصلہ ذیل کا خاص کر ذکر کرتے ہیں:۔

اوّل۔ قدرت پرستی ویدوں کے کئی ایک منتروں اور ژند اوستھا کی گاتھاؤں میں اس قسم کی خداپرستی پائی جاتی ہے۔ یعنی خدا کو قدرت میں ڈوبا ہُوا مانا گیا ہے مثلاً سورج۔ ہَوا۔ آگ۔ پانی۔ بادل۔ شفق اور ستاروں میں اُس کی موجودگی ہے۔ اس طرح سے خدا کو ایک اندھی مگر بعض اوقات فیاض اور رحیم طاقت مانا ہے یہاں تک تو درست ہے کہ خدا قدرت میں ہے۔ لیکن غلطی یہاں واقع ہوتی ہے کہ خدا قدرت سے الگ نہیں ہے۔ اور اس لئے وہ ایک فہیم۔ ذاتی۔ اور آزاد طاقت نہیں ہے +

دوئم۔ مسئلہ شرک یا بہت سے خدا۔ یہ صورت قدرت پرستی کے مسئلہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہمہ اوست کے برخلاف پہلی جدوجہد۔ اور ذاتی خدا ماننے کے بارہ میں پہلی منزل ہے خدا کے اس تصور میں فہم۔ دانائی۔ مرضی (اچھا) فیاضی اور رحم کی صفات تو موجود ہیں۔ لیکن اس میں وحدت۔ بیحدّی ولا انتہائی۔ اور کُلّیت وعمومیت کی صفات نہیں پائی جاتی۔ بت پرستی کا یہ تصور کہ خدا ہر ایک چیز میں ہے درست تو ہے۔ لیکن بت پرستی میں یہ نہیں مانتے کہ خدا ہر ایک چیز سے الگ بھی ہے۔ محدود اور نامکمل دیوی دیوتاؤں کا ایک گروہ ایک لامحدود اور مکمل خدا نہیں ہوسکتا۔ یونان کی مائی تھالوجی ہیں۔ جو کہ بت پرستی کی اعلےٰ صورت ہے۔ دیوتا انسانوں کی نسبت زیادہ بڑے۔ زیادہ خوبصورت۔ زیادہ عقیل اور زیادہ طاقتور مانے گئے ہیں۔ لیکن وہ سب ہی نقصوں۔ کمزوریوں اور نامکمل پن سے مُبرّا نہیں مانے گئے۔

سوئم۔ خالص بت پرستی مسئلہ شرک کا انجام خالص بت پرستی ہوتا ہے لیکن بت پرستی۔ اپنی اصلی حالت میں مذہب مسیح اور غیر مذہب مسیح دونو میں پائی جاتی ہے +

خدا کو ایک جسمانی صورت دیتے اور اُس کو ایک خاص جگہ میں مقیم کرتے ہوئے بت پرستی خدا کے ہر جگہ حاضر وناظر ہونے کی صفت کو محدود کر دیتی ہے یعنی جہاں کہیں مورتی (بت) موجود ہے وہاں تو خدا اُس کے ذریعہ کام کرتا ہے اور دوسری جگہ نہیں۔ اور جب کبھی ہم کہتے ہیں۔ کہ اتوار ہی پاک دن۔ گرجا ہی پرستش گاہ اور پاک جگہ اور انجیل ہی مقدس کتاب ہے۔ تو ہم بت پرستی کے خطرے کے بہت نزدیک ہیں۔ نیکی۔ پاکیزگی۔ صداقت۔ اور راستی کی عزت کرنا بت پرستی نہیں۔ انجیل۔ قرآن۔ اور وید کی صداقتوں کی عزت کرنا۔ یا اتوار اور جمعہ کے دن کی پرستش کو پیار کی نگاہ سے دیکھنا بت پرستی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نہیں سینٹ فرانسس یا کسی دیگر نیک پرہیزگار یا ولی اللہ کی عزت کرنا بھی بت پرستی نہیں۔ لیکن جب ہم اُن کی عزت کرنے کے اصلی مدعا اور مطلب کو سمجھنے کی بجائے صرف اُن کی بیرونی شکل وصورت کی ہی پرستش کرتے ہیں۔ تو پھر ہم انسانوں۔ کتابوں۔ مسئلہ مسائل معبدوں وغیرہ وغیرہ کو ہی خدا کا درجہ دینا شروع کر دیتے ہیں۔ اسی لئے مسیح اپنے شاگردوں سے کہتا ہے۔ کہ اپنی دعاء کو اِس طرح سے شروع کرو۔ کہ "اے ہمارے باپ جو کہ آسمان میں ہے"۔ اور اسی لئے وہ سمیریا کی ایک عورت کو کہتا ہے۔ کہ "نہ ہی تو ابھی اس پہاڑ مین اور نہ ہی یوروشلیم میں انسان خدا کی پرستش کرینگے"۔ گویا مطلب کے بجائے بیرونی شکل۔ انجام کے بجائے وسایل۔ اور روح کے بجائے جسم کی پرستش کرنے کا نام ہی بت پرستی ہے +

چہارم مسئلہ ہمہ اوست۔ بت پرستی کی غلطی سے دوسرے درجہ پر مسئلہ ہمہ اوست کی غلطی ہے۔ اور یہ بھی ناکمل خدا پرستی کی ایک صورت ہے۔ بُت پرستی خدا کو خاص مقاموں خاص وقتوں اور خاص صورتوں میں مقید کر دیتی ہے۔ مگر ہمہ اوست اس کو ہر ایک شے میں مانتا ہے۔ اور یہاں تک درست بھی ہے۔ لیکن اس سے آگے چل کر وہ دعوے کرتا ہے کہ ہر ایک شے ہی خدا ہے جو کہ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ جب ہم ہر ایک شے کو ہی ربانی بنا دیتے ہیں۔ تو ہم خدا سے اس کے تمام اخلاقی اوصاف معدوم کر دیتے ہیں۔ اور وہ تب اس کائنات کی صرف ایک اندھی روح رہ جاتی ہے۔ نیز اس خوفناک مسئلہ کے ذریعہ ہم انسان کے اندر سے بھی اس کی اخلاقی حِس کو زائل کر دیتے ہیں۔ کیونکہ نیکی اور بدی دونوں یکساں طور سے خدا کا حصّہ ہو جاتی ہیں۔ اور گناہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بھی نیکی کی طرح ایک ربانی ظہور بن جاتا ہے +

اس میں تو کچھ شک نہیں کہ خداپرستی مسئلہ ہمہ اوست کے بہت ہی نزدیک ہے ۔ اور اگرچہ خداپرستی اس سے تقویت حاصل کرتی ہے لیکن وہ اس سے پرہیز بھی کرتی ہے ۔ انجیل کے نئے عہدنامہ کی کئی ایک آیات سے مسئلہ ہمہ اوست کی بو آتی ہے ۔ لیکن ان میں سے کوئی آیت بھی اس مسئلہ کے بنیادی اصول پر مبنی نہیں ہے ۔ جبکہ پال نبی خدا کی بابت یہ کہتا ہے ۔ اُسی سے ۔ اُسی کے ذریعہ ۔ اور اُسی کے لئے تمام چیزیں ہیں ‘‘ جب کہ وہ یہ تعلیم دیتا ہے ۔ کہ ’’ تمام کے اوپر ۔ تمام ۔ کے بھیتر ۔ اور ہم سب کے اندر ‘‘ ۔ اور جب کہ وہ اہل ایفسز کو یہ بتلاتا ہے ۔ کہ ہم اُسی کے اندر زندہ رہتے ۔ اُسی کے اندر حرکت کرتے ۔ اور اسی کے اندر ہماری ہستی ہے ‘‘ ۔ تو وہ ہمہ اوست کی اس صداقت کی تعلیم دیتا ہے ۔ جو کہ کائنات کی اس تھیوری (قیاس) کی کہ خدا نے کائنات کو کسی غیر مادہ سے بنایا ہے اصلاح کرتی ہے ۔ خدا ایک معمولی کاریگر کی طرح نہیں ہے ۔ کہ جو اس دُنیا کو اپنے سے غیر کسی مادہ سے تیار کرتا ۔ حرکت دیتا اور پھر چھوڑ چھاڑ کر چلا جاتا ہے ۔ پیدائش کی کتاب میں جو دُنیا کی پیدائش کا بیان دیا گیا ہے ۔ کہ خدا نے کسی غیر مادہ سے اس دنیا کو بنایا ۔ مسیح اس کی اصلاح کرتا ہے ۔ پیدائش کی کتاب کہتی ہے کہ ’’ خدا نے ساتویں روز آرام کیا ‘‘ ۔ مسیح کہتا ہے ۔ کہ میرا باپ اب تک کام کر رہا ہے ‘‘ ۔ خدا اس کائنات کی ایک عارضی نہیں بلکہ دائمی علت ہے ۔ وہ دُنیا کو اس طرح سے نہیں بناتا کہ جس طرح ایک چراغ سے دوسرا چراغ روشن کیا جاتا ہے ۔ بلکہ اس طرح سے کہ جیسے پانی کی سطح پر سورج کا عکس بن جاتا ہے ۔ چراغ دوسرے چراغ کو روشن کر کے ہٹا لیا جاتا ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

لیکن سورج لگاتار اپنا عکس بناتا رہتا ہے +

مسئلہ ہمہ اوست خدا کے اس تصور کو کہ تمام چیزیں خدا میں اور خدا تمام چیزوں میں ہے درست طور سے ظاہر کرتا ہے لیکن جب یہ ایک قدم بھی اس حد سے آگے بڑھتا ہے ۔ اور کہا جاتا ہے ۔ کہ خدا ہر ایک شے ہے ۔ اور ہر ایک شے خدا ہے ۔ تو تمام امتیاز اور تفریق میں گڈ مڈ ہو جاتی ہے تب نیکی اور بدی ۔ بُرائی اور بھلائی ۔ روشنی اور تاریکی ۔ انسان اور خدا میں سخت گڑ بڑی مچ جاتی ہے تب روح اور سوسائٹی دونوں ہی اخلاقی اور روحانی موت کا شکار بن جاتی ہیں ۔ اور اہل ہنود کی خدا پرستی کی تواریخ اس کی شاہد ہے +

پنجم ۔ مسئلہ لاعلمی ۔ نامکمل خدا پرستی کی ایک اور صورت مسئلہ لاعلمی کے فلسفہ میں پائی جاتی ہے ۔ یہ مسئلہ خدا کی ہستی سے تو منکر نہیں لیکن بتلاتا ہے ۔ کہ انسان خدا کو جان نہیں سکتا ۔ اس مسئلہ کے پیرو ہیملٹن مینسل اور ہربرٹ سپنسر جیسے لوگ ہیں ۔ آخر الذکر بڑا زبردست غور و فکر کرنے والا شخص ہے ۔ اگرچہ وہ اعلےٰ درجے کا میٹا فیزیشن ہے لیکن دقیق فلاسفر معلوم نہیں ہوتا ۔ کیونکہ وہ "ناقابل معلوم خدا" کو ہی تھیالوجی اور فلاسفی کی سب سے اعلےٰ کامیابی تصور کرتا ہے ۔ وہ کہتا ہے کہ سب سے عمیق دقیق اور یقینی امر یہ ہے کہ وہ طاقت جس کو کائنات ظاہر کرتی ہے "ناقابل تحقیق ہے" ہم یہ واضح کر دینگے ۔ کہ ایسا کہنا تھیالوجی کے برخلاف اس کے اپنے بنیادی اصول (یعنی رازربانی) کی ہی دلیل کو پیش کرنا ہے یا ہر ان تھیالوجی کے سامنے جس وقت انکے طریق کی بیہودگی دکھلائی جاتی اور ظاہر کیا جاتا ہے ۔ کہ ان کے عقاید عقل

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نیچر (کامن سینس) اور روح کی ہر ایک حس کے بالکل برخلاف ہیں۔ تو وہ یہ دلیل پیش کیا کرتے ہیں۔ کہ "یہ ایک راز ہے۔ ہم کو اس پر ضرور یقین کرنا چاہیئے۔ لیکن ہم اس کو سمجھ نہیں سکتے"۔ اور اب سپنسر اور اس کے دیگر ہمخیال کہتے ہیں۔ کہ "ہاں تمام تھیالوجی ایک راز ہے۔ ہم اس کی بابت کچھ نہیں جان سکتے۔ اور اس لئے اس کو چھوڑ کر عملی باتوں اور اس دنیا کے معاملوں کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ خدا موجود ہے لیکن ہم اُس کی بابت کچھ نہیں جانتے۔ اس لئے تھیالوجی یا مذہب کی الجھنوں میں نہیں پڑنا چاہیئے۔ اور ہم دونو کی بابت کسی بات پر یقین نہیں کر سکتے"۔ پس اس طور سے مسئلہ راز جب اپنی حد سے تجاوز کر جاتا ہے۔ تو خود ہی یقین اور ایمان (بشواس) کی بنیاد کو تباہ کر ڈالتا ہے +

مسئلہ لا علمی کے اس عقیدہ کی بنیاد ایک امر کے سمجھنے اور اس کو خیال میں لانے کے فرق کی گڑبڑی کے سبب سے ہے۔ اس دنیا میں ہم بہت سی چیزیں جانتے ہیں۔ کہ جن کو ٹھیک طور سے خیال میں نہیں لا سکتے مثلاً ہم جانتے ہیں۔ کہ آکاش (خلا) لامحدود ہے۔ لیکن اس کی بے پایانی کو کون خیال میں لا سکتا ہے۔ مگر لا انتہا آکاش اور لا انتہا وقت بالکل سہل اور قابل فہم باتیں ہیں۔ اور ہم ان ہر دو تصوّرات کو کلی طور سے سمجھتے ہیں لیکن ہم ان میں سے کسی کو بھی پورے طور پر خیال میں نہیں لا سکتے۔ ہمارا دماغ چونکہ محدود ہے اس لئے ہم کسی صورت میں بھی لامحدود پر حاوی نہیں ہو سکتے یعنی اس کی بابت ہمارا علم بلحاظ خاصیت تو درست ہے لیکن مقدار میں محدود ہے۔ ہم اس کو سمجھ سکتے ہیں۔ لیکن اُس پر حاوی نہیں ہو سکتے۔ جس طرح ایک بچہ اپنے باپ کو ٹھیک طور سے جانتا ہے لیکن درحقیقت اس کی بابت اس کا علم کیسا نامکمل ہے۔ اسی طرح سے ہم خدا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کو ٹھیک طور سے جان سکتا اور ٹھیک طور سے سمجھ سکتا ہوں - کہ لامحدود دانائی طاقت اور نیکی کے کیا معنے ہیں - لیکن ان کی وسعت - ان کی لامحدود گہرائی چوڑائی اور اونچائی کو بہت ہی تھوڑا خیال میں لا سکتا ہوں "ڈھونڈنے سے کون خدا کو پا سکتا ہے ؟ اور کُلی طور سے کون قادر مطلق کو جان سکتا ہے" +

ششم - قانون اور علت - ناممکل خدا پرستی کی ایک اور شاخ خدا کو قانون سمجھتی ہے - نہ کہ ایک فہیم علت - علم طبعیات صرف واقعات اور قانون تک ہی محدود ہے - اور بعض اوقات اس بات کو نظر انداز کر دیتا ہے - کہ کوئی قانون کام کرنے کا ایک طریقہ ہے - اور یہ کہ قانون کے پیچھے کوئی طاقت ضرور ہوتی ہے - ایک مقنن ایک قانون پاس کر دیتا ہے - کہ تمام سلطنت میں کسی دکان پر مسکرات نہ بکنے پائیں - اور بعض دکانوں پر تو مسکرات بکنا فوراً ہی بند ہو جاتا ہے مگر دوسری جگہوں میں اس کی بکری - برابر جاری رہتی ہے - جس کا سبب یہ ہے ایک جگہ تو قانون کے پیچھے طاقت ہے یعنی پبلک رائے کی طاقت کہ جو قانون کی پیروی کراتی ہے - اور دوسری جگہ قانون کے پیچھے کوئی ایسی طاقت نہیں ہے - اس لئے وہاں قانون کی پیروی نہیں ہوتی +

نیچرل سائنس واقعات کو دیکھ کر قانون کا نتیجہ نکال لیتا ہے - مثلاً یہ دیکھنے میں آتا ہے - کہ عمدہ طور سے نشوونما شدہ پودے اور حیوان زندہ رہتے ہیں - حالانکہ دوسرے مر جاتے ہیں - اور یہ نشوونما شدہ پودے اپنی زندگی کے قانون کے بموجب اپنی خاصیتیں اپنے جانشینوں تک بھی پہنچاتے ہیں - اور اسی طرح سے پودوں کی ایک دائمی نسل بناتے ہیں - پس اس سے اصل ترقی کے قانون کا نتیجہ نکلتا ہے - کہ جس سے طاقتور مخلوق زندہ رہتی ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور کمزور مر جاتی ہے۔ اسی طرح سے حیوانوں اور پودوں کی تمام اقسام اور نہایت ادنےٰ بیج کی صورت سے لے کر انسانی درجے تک پہنچنے کی ترقی کی علت غائی قانون بتلایا جاتا ہے۔ شاید ایسا ہی ہو۔ اور اگر سائنس یہ بتاتا ہے۔ کہ کس طرح سے چیزیں ہستی میں آتی ہیں۔ تو علم الٰہی سائنس سے کوئی رد و کد نہیں کرتا لیکن یہ بتلا دینا کہ وہ کس طرح سے پیدا ہوتی ہیں۔ اس وجہ کو ظاہر نہیں کرتا کہ وہ کیوں پیدا ہوتی ہیں۔ قانون کوئی طاقت نہیں ہے۔ قانون کوئی دانائی نہیں ہے۔ قانون کوئی نیکی نہیں ہے۔ قانون کا ہونا ہی اس بات پر دلالت کرتا ہے۔ کہ کوئی اس قانون کا بنانے والا اور اس کے چلانے والا ضرور ہے۔ اور اگر وہ قانون عام کی بھلائی کے لئے ہے۔ تو اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ قانون کے بنانے والا اور اس کے چلانیوالا بھی ضرور رحیم و فیاض ہے۔ یعنے ایسا قانون اپنے پیچھے دانائی۔ طاقت اور نیکی رکھتا ہے +

اس لئے سائنس جب تک اپنی جائز حد تک محدود رہتا ہے۔ تو کوئی ہرج واقع نہیں ہوتا۔ لیکن جوں ہی کہ یہ واقعات کو دیکھنے اور ان سے قانون کا نتیجہ نکالنے کی حد سے گذر کر یہ دعوےٰ کرتا ہے۔ کہ یہ واقعات اور قانون کائنات کی علت غائی بتلانے کے لئے کافی ہیں۔ تو اس کا نتیجہ ناکمل خدا پرستی ہوتا ہے +

ہفتم مسئلہ عینیت (پرتکھش باد)۔ ناکمل خدا پرستی کی ایک اور صورت مسئلہ عینیت (پرتکھش باد) ہے۔ اس کی تعلیم کے بموجب ہم صرف انہیں چیزوں کو جانتے ہیں۔ کہ جن کا علم ہم کو حواس کے ذریعے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہوتا ہے۔ اور چونکہ حواس صرف ظہورات کو ہی محسوس کر سکتے ہیں۔ اس لئے ہم صرف ظہورات کو ہی جان سکتے ہیں۔ اس طریقہ کے بموجب ظہورات اور ان کے سلسلے کے سوائے ہم کچھ بھی نہیں جان سکتے۔ ظہورات اور ان کے قانون کو ہم صرف معلوم کر سکتے ہیں۔ لیکن ان کی علت تک نہیں پہنچ سکتے +

جہاں کہیں یہ طریقہ پھیلا ہوا ہے۔ اور خواہ اس کی تعلیم اُس کی کمل حالت میں کامٹی نے دی ہو۔ یا کچھ کمزور صورت میں دوسروں نے اس کا وعظ کیا ہو۔ اس طریقہ کی مہلک غلطی یہ ہے۔ کہ اس نے مان لیا ہے کہ علم ہمارے دماغ میں صرف حواس کے ذریعے ہی پہنچ سکتا ہے۔ اور علم کے حاصل کرنے کا اس کے سوائے کوئی اور ذریعہ نہیں ہے۔ اور اس نے اسبات کو صرف غرض کر لیا ہے۔ لیکن ثابت نہیں کیا۔ اور نہ ہی سنجیدہ طور سے اس کو ثابت کرنے کی کوشش ہی کی ہے +

انجیل کیا ہی ٹھیک کہتی ہے۔ کہ "روحانی چیزیں صرف روح کے ذریعے معلوم ہو سکتی ہیں"۔ انسان مختلف اعضاء کے ذریعے مختلف صداقتوں کو پہچان سکتا ہے۔ اور ایک قسم کی صداقتیں اُسی قسم کے اعضاء کے ذریعہ پہچانی جا سکتی ہیں۔ بیرونی دنیا میں تو یہ بات بالکل صاف ہے۔ کہ ہم ہاتھوں کے ذریعے دیکھنے اور کانوں کے ذریعے سونگھنے کی امید نہیں کر سکتے۔ ہم جانتے ہیں۔ کہ ہم ایک اربعہ کا سوال ناک کے ذریعے نہیں نکال سکتے۔ یا ایک یونانی عبارت کا ٹھیک ترجمہ زبان کے ذریعہ چکھ نہیں سکتے۔ ہم جانتے ہیں۔ کہ دکھائی دینے والی چیزیں صرف آنکھوں کے ذریعے سننے والی چیزیں صرف کانوں کے ذریعے اور چھونے والی چیزیں چھونے کے ذریعے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

معلوم ہو سکتی ہیں۔ منطقی دلائل صرف عقل ہی سمجھ سکتی ہے۔ اور روح کے بھاؤ صرف چیتنتا کے ذریعے ہی محسوس ہوتے ہیں۔ تواریخی واقعات کو صرف یادداشت ہی بیان کر سکتی ہے۔ جولیس سیزر کی ہستی سے ہم اس لئے انکار نہیں کر سکتے کہ ہم اس کو اس وقت چھو نہیں سکتے۔ اور نہ ہی پھول کی خوشبو کی موجودگی سے انکار کر سکتے ہیں۔ کہ ہم اس کو سُن نہیں سکتے + نیز امید اور خوف محبت اور نفرت کی ہستی سے ہم انکار نہیں کرتے۔ اگرچہ ان کو حواس کے ذریعہ محسوس نہیں کر سکتے۔ تب روحانی صداقتوں کو صرف روح کے ذریعہ ہی پہچانے جانے پر شک کرنے کی کوئی کافی وجہ معلوم نہیں ہوتی +

ہشتم مسئلہ مرضی۔ نامکمل خدا پرستی کی ایک اور صورت بھی ہے۔ جو کہ زیادہ تر رائج ہے۔ یہ وہ عام علم الٰہی ہے۔ جو کہ خدا کو بطور ایک ظالم کے اور انسان کو بطور ایک غلام کے مانتا ہے۔ اور جو ربانی مرضی کو اُس کے انصاف اور محبت سے الگ کر کے ایک خودرو اور خود مختار مانتا ہے۔ آگسٹائین کی زبردست تعلیم۔ جس کو کہ کال ون نے دوبارہ سرسبز کر کے پھیلایا۔ یہ تھی۔ کہ خدا نے شروع سے ہی بعض آدمیوں کو نجات دینے کے لئے اور بعضوں کو نہ نجات دینے کے لئے پیدا کیا ہے۔ بعض آدمیوں کو بغیر ان کی نیکی یا بدی کے وہ نجات دیتا ہے۔ کیونکہ وہ ایسا کرنا چاہتا ہے۔ اور بعضوں کو بغیر اُن کی نیکی یا بدی کے لحاظ کے دائمی جہنم میں ڈالتا ہے۔ کیونکہ اس کی یہ مرضی ہے۔ یہ مسئلہ ایک لامحدود اور مکمل خدا کی جگہ ایک خودرو۔ نامکمل۔ اور خود مختار طاقت کو لا بٹھلاتا ہے۔ ایک لامحدود مرضی کہ جس میں لامحدود انصاف۔ دانائی۔ اور محبت نہیں پائی جاتی۔ اُس لامحدود مرضی سے کہ جسمیں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

یہ تمام صفات پائے جاتے ہوں بہت ہی کمتر اور بہت ہی ناکمل ہے۔
اس لئے کال وِن کا خدا ایک ناکمل خدا ہے۔ جو کہ اپنی تمام مخلوق کو
یا تو نجات نہیں دینا چاہتا۔ یا نجات دینے کے ناقابل ہے۔ اور اپنی
مخلوق میں سے صرف ایک حصے کو نجات دینے کے قابل یا خواہشمند ہے
اس فرقے کا یہ عقیدہ کہ کچھ تو نجات پائینگے۔ اور کچھ دوزخ میں ڈالے
جائینگے دُنیا سے معدوم ہوتا چلا جا رہا ہے۔ کچھ فرقوں سے تو یہ عقیدہ بالکل
اُڑ گیا ہے۔ اور باقی فرقے بھی اس سے لاپرواہ ہوتے جا رہے ہیں
لیکن ایک اصول کہ جو اس علم الٰہی کو بدصورت اور خدا کو بیعزت کرتا ہے
اب تک تمام سچّے فرقوں میں پایا جاتا ہے۔ اور وہ اس محدود زندگی کے
گناہوں کے بدلے اگلی دُنیا میں ہمیشگی یا ابدی سزا کا اصول ہے
اور ابھی تک کسی فرقے نے بھی کہ جو اپنے اصولوں میں سچّے
ہونے کا دعوےٰ کرتا ہے۔ اس خوفناک اصول کی تردید کرنے کی
جُرأت نہیں کی۔ کہ جو قادر مطلق کے اوصاف پر کافروں اور ملحدوں کے
تمام کفر سے بڑھ کر زیادہ بدنُما دھبّہ ہے۔ یہ اصول دعوےٰ کرتا ہے
کہ خدا اپنے بچوں کو ابدی زندگی اس لئے دیتا ہے۔ کہ ان کو ایسا دائمی
عذاب پہنچاتا ہے۔ کہ جس کا کوئی حد و حساب نہیں۔ اگر ہم تمام زمانوں کے
ظالموں اور بیرحموں کے ظلم کو میدان جنگ کی سخت صعوبتوں کو بیماری
اور حادثوں کی اذیتوں اور اخلاقی اور ذہنی عذاب کو ایک جگہ اکٹھا کر سکیں۔
اور ایک انسان ان تمام کو برداشت کرے۔ تو بھی یہ اذیت اس ابدی
عذاب کے سامنے ہیچ ہے۔ اگر تمام زمانوں کی سختیوں کو جمع کیا جاوے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تو بھی وہ محدود ہیں۔ اور اگر ان سختیوں کے بعد دائمی راحت (خواہ ہے اس کی آمد کا زمانہ کتنی ہی دُور کیوں نہ ہو) ملنی ہے تو یہ تمام تکلیفیں اُس دائمی راحت کے مقابلہ میں پاسنگ بھی نہیں ہیں + لیکن اگر ایک روح کی اذیت دائمی ہے تو اس کی یہ سنگیں اذیت اس کائنات کی تمام دُنیاؤں کے تمام زمانوں کے عذابوں سے لا انتہا درجہ بڑھ کر ہے۔ اور اگر اذیت محدود ہے۔ اور آخری راحت عالمگیر اور لامحدود ہے تب یہ مصیبت غائب ہو جاتی ہے۔ اور اس راحت کے مقابلہ میں بالکل حقیر رہ جاتی ہے۔ لیکن اگر عذاب لامحدود ہے تب کائنات کے تخت پر خدا کے ساتھ بُرائی بھی شریک ہے۔ اور خدا عالمگیر شاہنشاہ نہیں ہے۔ مقدس کتاب کہتی ہے۔ کہ "خدا تمام آدمیوں کو نجات دینا چاہتا ہے" تب کیا وہ تمام کو نجات دینے کے ناقابل ہے؟ یا تو وہ نیکی میں کم ہے۔ اور اس لئے وہ تمام کو نجات دینا نہیں چاہتا۔ یا دانائی میں کم ہے۔ اور اس وجہ سے تمام کو نجات دینے کا طریقہ نہیں جانتا۔ یا وہ طاقت میں کم ہے اور بدیں وجہ تمام کو نجات دینے کے ناقابل ہے۔ الغرض خواہ کوئی وجہ یا صورت ہو۔ وہ مکمل خدا نہیں ہے۔ پس ہمیشگی کی سزا کا مسئلہ خدا کو تخت سے اُتارتا۔ اور اُسے اپنے سے باہر کسی اندھی تقدیر کا غلام بناتا ہے +

اس مسئلہ کے حق میں یہ بات بھی کچھ مفید نہیں ہے۔ کہ چونکہ خدا کچھ وقت کے لئے اس دنیا میں بدی کے رہنے کی اجازت دیتا ہے۔ اس لئے ابدی سزا کا مسئلہ درست ہے۔ کیونکہ ہم جانتے ہیں۔ کہ ابدی خوشی کے مقابلے میں اس دُنیا کی تکالیف بحساب ریاضی مقابلۃً کچھ بھی نہیں ہیں۔ اسی لئے تمام محدود تکالیف خواہ وہ کتنی ہی سخت کیوں نہ ہوں۔ آئندہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

زندگی کی ابدی خوشی کے مقابلے میں کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتیں +

اب ہم اس باب کو اپنی دلائل کا مختصر خلاصہ دے کر ختم کرتے ہیں۔ اور بتلاتے ہیں۔ کہ اگر ہم سے کوئی سوال کرے۔ کہ تم کیوں خدا میں یقین کرتے ہو۔ تو ہم یہ جواب دینگے +

اول۔ میں خدا میں یقین کرتا ہوں۔ کیونکہ میں اس میں یقین رکھنے کیلئے بنایا گیا ہوں۔ ورنہ اگر میں ناستک ہو جاؤں۔ تو مجھ کو مجبوراً اپنی رُوح اپنی عقل۔ اور اپنی اعلےٰ ہستی کی آواز کو دبانا پڑیگا۔ اور اپنی نیچر کے حکموں اپنی رُوح کی بلند پروازیوں کو جو کہ محدود کی طرف سے لامحدود کی طرف ہیں اور ایک قادر مطلق اور کمل دوست کے لئے اپنے دل کی رغبت کو کچلنا پڑیگا میں ایسا بنایا گیا ہوں۔ کہ مجھ کو موجودہ زندگی میں کوئی آرام کوئی چین کوئی تسلی اور آئندہ زندگی میں کوئی امید نہیں ملتی۔ جب تک کہ میں یہ بشواس نہیں کرلیتا۔ کہ اس دنیا کی تاریکی اور سیاہی۔ لاعلمی اور بے خبری۔ اس دُنیا کے رنج والم۔ غم وتفکرات۔ اور راز سربستہ کے پیچھے ایک ایسا قادر مطلق مالک موجود ہے۔ کہ جس کی فیاضی کی کوئی انتہا نہیں۔ اور اپنی مخلوق کے لئے جس کی محبت کا کوئی حدوحساب نہیں +

دوئم۔ میں خدا میں اس لئے یقین کرتا ہوں۔ کیونکہ میں نیچر اور بیرونی دُنیا میں ہرطرف بیحد دانائی کے ثبوت پاتا ہوں۔ میں ہر ایک طرف مناسبت دیکھتا ہوں۔ اور اس سے اعلےٰ مقصد کا نتیجہ نکالتا ہوں۔ مجھے ہر ایک جگہ اور ہر ایک طرف ترتیب۔ قانون۔ اور میل کُل (اتحاد) نظر آتا ہے۔ تمام قدرت خدا کی حمد کا گیت گا رہی ہے۔ موسم بہار کا آغاز جو کہ گھاس کو اُگاتا ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بمعہ بے شمار پھولوں ۔ پرندوں اور تروتازگی وفرحت کے اُس خدا کی موجودگی کا اعلان دیتا ہے ۔ موسم گرما کے خوشی سے بھرے ہوئے لمبے دن اسی خدا کا ذکر کرتے ہیں ۔ خزاں کا پھلدار موسم اور سردی کا سنسان سماں اُس کو ہی مشتہر کرتے ہیں ۔ آندھی جو کہ آسمان کے چاروں اطراف سے چلتی ہے ۔ اور طوفان کا خوف وخطر بھی اس کی حمد کا گیت گاتا ہے ۔ سمندر اپنی شوروغل کرنیوالی لہروں کے درمیان اسی خدا کی تعریف گا رہا ہے ۔ پہاڑ جو کہ قدرت کی طرف سے سنتری مقرر کئے گئے ہیں ۔ دائمی خاموشی اور سنسان ۔ اور برفانی پاکیزگی کے درمیان آسمان سے باتیں کرتی ہوئی اپنی چوٹیوں کے ذریعہ خدا کی حمد وثنا کرتے ہیں نکلتا ہُوا دن ۔ اور طلوع ہوتا ہوا سورج زمین پر اپنی روشنی ڈالتا ہُوا اسی خدا کی رحمت کو ظاہر کرتا ہے ۔ اور رات بمعہ اپنے ہزاروں چمکیلے ستاروں کے اسی کی لاانتہا طاقت کی شہادت دیتی ہے ۔ میں خدا میں یقین کرتا ہوں کیونکہ قدرت اپنی تمام ترتیب ۔ خوبصورتی ۔ اپنی بیشمار اقسام ۔ اور لامحدود مناسبت میں اسی خدا کے نور سے منور ہے +

سوئم ۔ مَیں خدا میں یقین کرتا ہوں ۔ اس لئے کہ آغاز دُنیا سے انسان کی عالمگیر شہادت ربّانی اصلیت کا ثبوت دیتی ہے ۔ کم وبیش تمام لوگوں قوموں اور زبانوں نے بعض اوقات توہمات اور غلطیوں کے دھندلے شیشے کے اندر سے اور بعض اوقات صاف روشنی اور خوبصورتی میں اس دنیا کے اندر خدا کی موجودگی کا مشاہدہ کیا ہے + بُت پرست اور خدا پرست ۔ یہودی اور عیسائی برہمن اور بودھ ۔ افریقہ کے وحشی حبشی ۔ اور اہل مصر کہ جن کے بُت خانوں کے سربستہ راز اور بلند میناروں اور عجیب وغریب جانوروں کی اشکال نے دُنیا کو بحر حیرت میں ڈالا ہے ۔ اہل یونان

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کوہِ چین سے کے برف جیسے خوبصورت سنگ مرمر کے تراشے ہوئے دیوتا اور نہایت ہی خوبصورت مندر اور بیشمار بُت جو کہ اعلےٰ کاریگری کے نمونہ ہیں۔ روم (دارالخلافہ اٹلی) کی پرستشگاہیں سمندر کے لاانتہا جزائر۔ اہل مکسیکو اور پیرو کا قدیم طریقہ عبادت۔ اور اہل ہند کی روحانیت۔ یہ تمام باتیں اس امر کی شہادت دیتی ہیں۔ کہ جہاں کہیں انسان ہؤا ہے۔ اس نے زمانے سے پرے۔ ابد کا خیال باندھا۔ اور اس دنیا سے اوپر ربانی طاقت کی کچھ جھلک دیکھی ہے۔

چہارم۔ میں خدا میں اس لئے یقین کرتا ہوں۔ کیونکہ زمانہ کے عقلاء اور اعلےٰ درجے کے انسان ہمیشہ توہمات سے نکل کر اور دوسری طرف کفر کو عبور کر کے ایک لامحدود اور مکمل ہستی کی حضور میں آئے ہیں۔ ویدوں کے گیت اپنی اپنی اعلےٰ محویت میں ایک اعلےٰ ہستی کا اعلان کرتے ہیں۔ پرانے فارس کا بڑا نبی زرتشت۔ علم۔ صداقت اور بھلائی کے خدا کو ہی اعلےٰ طاقت بتلاتا ہے۔ یونان اپنے اعلےٰ اور بڑے حکماء کی زبان سے اسی صداقت کو ظاہر کرتا ہے پُرانی دُنیا میں سقراط سے بڑھ کر کسی نے خدا پرستی کی زیادہ پاک تعلیم نہیں دی۔ اور ارسطو سے بڑھ کر کسی نے خدائی کمالیت اور پاکیزگی کا زیادہ صاف ثبوت نہیں دیا۔ **افلاطون** کہتا ہے۔ تمام کے بادشاہ خدا کے گرداگرد تمام چیزیں ہیں۔ اور وہی خدا تمام بھلائی کی علت ہے۔ **یوربی پی ڈیز** (ایک اور حکیم) کہتا ہے۔ کہ خدا تمام چیزوں کو دیکھتا ہے۔ اور خود پوشیدہ رہتا ہے۔ **پائتھاغورث** کے پیرو کہتے ہیں۔ کہ "خدا ایک ہے۔ اور جیسا کہ بعض خیال کرتے ہیں۔ وہ چیزوں کے اجسام سے باہر نہیں۔ بلکہ ان کے اندر ہی ہے۔ اپنی ہستی کی کلیت کے لحاظ سے ہستی کے تمام دائرے میں موجود ہے"

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تمام نیچر کو محیط کئے ہوئے اور تمام کو مناسب اتحاد میں ملا رہا ہے آسمانوں میں روشنی دینے والا اور تمام کا باپ تمام کی روح رواں اور تمام چیزوں کا محرک وہی ہے"+

سافو کلیز لکھتا ہے۔ کہ "خدا ایک ہی ہے۔ جس نے زمین و آسمان دونو اور سمندر کی نیلی لہروں۔ اور زور دار آندھیوں کو بنایا ہے۔ لیکن ہم میں سے اکثر فانی انسان اپنے دل میں دھوکا کھا کر اپنی تکلیفوں میں تسلی پانے کے لئے اپنے لئے پتھر۔ لکڑی۔ پیتل۔ سونا یا ہاتھی دانت کی شکلیں بنا کر بطور دیوتا کے مانتے اور اُن کے سامنے لاحاصل قربانیاں کرتے ہیں"۔ اور **آرنیس** کہتا ہے"۔ میں چشم معرفت رکھنے والوں سے کہتا ہوں۔ کہ سیدھے راستہ سے اُسی ایک غیر فانی اور کُل کائنات کے شاہنشاہ کی طرف چلو۔ کیونکہ وہی ایک خود بخود ہے اُسی سے تمام چیزوں کی ہستی ہے۔ اور اُسی کی طاقت تمام میں کام کر رہی ہے کوئی فانی انسان اس کو نہیں دیکھتا لیکن وہ تمام کو دیکھتا ہے"۔ اس طرح **سیسرو** (روم کا بڑا مشہور فلاسفر) اہل روما کی بابت کہتا ہے۔ کہ "اُسے بزرگان قوم بعض قومیں ہم سے سبقت رکھتی ہیں۔ مثلاً ہسپانیہ والے تعداد میں۔ اہل گال جسمانی طاقت میں۔ اہل کارتھیج مکر و فریب میں۔ اہل یونان علوم و فنون میں۔ لیکن ہم اہل روما پاکیزگی اور مذہب میں دوسروں سے بڑھے ہوئے ہیں"+

زمانہ حال کے بڑے غور و فکر کرنے والوں میں سے کہ جنہوں نے ایک پاک خدا پرستی کو مشتہر کیا ہے۔ مثلاً **یوری جیڈا** سے لے کر **ڈیکارٹیز نیوٹن۔ لیبنز۔ لاک** تک منجملہ اُن کے ہم **لارڈ بیکن** کا صرف ایک جُملہ منتخب کر کے یہاں لکھتے ہیں۔ وہ کہتا ہے "میں تمام روائتوں او قصہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کہانیوں اور جھوٹے فسانوں کو ماننے کے لئے تیار ہوں لیکن میں یہ نہیں مان سکتا کہ
یہ کائنات بغیر کسی فہیم طاقت کے ہے۔ بیشک یہ درست ہے۔ کہ تھوڑا علم انسان کو دہریہ پن
کی طرف لے جاتا ہے۔ لیکن علم کی گہرائی پھر انسان کے دل کو پھیر کر مذہب کی
طرف لے آتی ہے۔ کیونکہ جب انسان اِدھر اُدھر کے پھیلے ہوئے ظاہر اسباب
کی طرف نگاہ ڈالتا ہے۔ تو بعض اوقات وہ انہیں سے تسلی پاکر آگے کو نگاہ نہیں
ڈالتا۔ لیکن جب کہ وہ ان اسباب کی زنجیروں کو مسلسل اور باقاعدہ طور سے بندھا
ہُوا دیکھتا ہے۔ تو وہ لازمی طور سے خدا کی طرف رجوع کرتا ہے"۔

پنجم۔ میں خدا میں یقین کرتا ہوں۔ کیونکہ یہی بشواس انسانی ترقی کا بڑا چشمہ ہے
ایشور بشواس (توکل خدا) انسان کو دلیری۔ امید اور طاقت دیتا ہے۔ اور جُوں
جُوں یہ بشواس حقیقی خدا پرستی کے زیادہ نزدیک پہنچتا جاتا ہے۔ تُوں تُوں
انسان کو اعلےٰ ترقی کے راستہ پر لے جانے میں اس کی طاقت بڑھتی جاتی
ہے۔ اسی بشواس سے طاقت پاکر زنجیروں سے جکڑا ہُوا ایک غلام اپنے ظالم
آقا سے زیادہ طاقتور ہو جاتا ہے۔ محبِ وطن کے بازوؤں کو جب کہ وہ آزادی کے
لئے لڑتا ہے۔ تو یہی بشواس طاقت دیتا ہے۔ جب کہ نبی پال نیلگوں سمندر
کو عبور کر کے ایک زندہ خدا میں بشواس کے عقیدے کو یوروپ میں لے گیا
تو اُس نے روما کی سلطنت کے بجھتے ہوئے دلوں میں ایک نئی زندگی پھونک دی۔
اور موجودہ تہذیب کی بنیاد ڈالی۔ جب حضرت محمدؐ نے عرب کی وحشی قوموں
کو بُت پرستی کے چھوڑنے اور ایک خدا پر ایمان لانے کی تعلیم دی۔ تو
اُس نے ایک ایسی تہذیب کا بیج بویا۔ کہ جس نے کئی صدیوں تک یوروپ
کو چکا چوند کر دیا۔ جب لوتھر نے غلطیوں سے مبرّا ایمان کی طاقت پر پوپ کا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مقابلہ کیا۔ اور جب گسٹیوس آڈل فس روح کی آزادی کے لیئے لڑتا ہُوا مر گیا۔ تو اُنہوں نے موجودہ علم و ہنر سائنس اور علم ادب کا بنیادی پتھر رکھا جبکہ پیورٹن نیزبی کے میدان پر زیر ماتحت کرام ول لڑے۔ اور جبکہ انہوں نے نئی اصلاح کے لئے ایک نئے انگلستان کی بُنیاد ڈالی۔ تو اُنہوں نے انسانی تہذیب اور انسانی ترقّی کو ایک ایسی حرکت دی۔ کہ جِس کا اثر یورپ اور امریکہ میں ابھی تک کم نہیں ہُوا۔ تمام قوموں نے کہ جِنھوں نے علوم و فنون علم ادب سائنس یا سوشیل زندگی میں ترقّی کی ہے۔ کم و بیش ایک ناقابل دید اور ابدی خدا کے یقین سے طاقت حاصل کی ہے + جب دہریہ پن یا ایک تو اہمات سے پُر خدا پرستی، دنیا میں پھیل جاتی ہے۔ تو انسان الٹی ترقّی کرنے لگتا ہے لیکن جب ایمان سرسبز ہوتا ہے۔ تو انسانی سوسائٹی بھی پاکیزہ مضبوط اور ترقی پذیر ہوتی جاتی ہے +

الغرض میں اس لئے خدا میں یقین کرتا ہوں۔ کیونکہ یہی ایمان ہر فرد بشر کی خوشی آرام اور شانتی کے لئے ضروری ہے۔ کچھ دن ہوئے کہ ایک دوست نے مجھے ایک رسالہ بھیجا کہ جس میں اس نے دہریہ پن کو ثابت کرتے ہوئے خدا پرستی پر ایسی سرگرمی سے حملہ کیا ہے کہ جو نہایت ہی دلسوز ہے۔ جب میں ایسے الفاظ سُنتا ہوں تو میں پُکار اٹھتا ہوں۔ کہ "اے خدا ان کو معاف کر کیونکہ وہ نہیں جانتے کہ وہ کیا کر رہے ہیں" +

منکر خدا کائنات کے اندر نگاہ ڈالتا ہے۔ اور وہاں خدا کو نہیں دیکھتا۔ وہ تلاش کرتا ہُوا نہایت ہی دور دراز نیبولا تک پہنچ جاتا ہے۔ اور وہاں بھی خدا اُس کو نہیں ملتا۔ وہ انسانی جسم کی ساخت کا امتحان کرتا ہے۔ مگر اُسمیں بھی ربانی ہاتھ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کا کوئی کھوج نہیں پاتا وہ زمانہ گذشتہ سے سوال کرتا ہے لیکن یہ خاموش ہے۔ وہ زمانہ آئندہ سے پوچھتا ہے لیکن یہ بھی کوئی جواب نہیں دیتا۔ الغرض اُس کے نزدیک یہ کائنات ایک بڑی مُردہ مشین ہے۔ کہ جو لگاتار کام کر رہی ہے۔ جو نہ کہیں سے آئی ہے اور نہ کہیں جا رہی ہے۔ اور نہ ہی جس کا انجام ہے۔ جس میں نہ کوئی دانائی ہے۔ نہ محبت ہے۔ اور انسان اتفاق اور مٹی کا نتیجہ ہے۔ وہ چند ایک کیمیائی عنصروں سے بنایا ہُوا ہے۔ اور پھر اُنہی میں تبدیل ہو کر نیست و نابود ہو جاتا ہے +

مَیں منکر خدا سے سوال کرتا ہوں۔ کہ "میری زندگی کا کیا مقصد ہے"؟ وہ جواب دیتا ہے۔ کہ "میں نہیں جانتا۔ جس طرح سے چاہو زندگی گزارو۔ کھاؤ۔ پیو۔ اور مر جاؤ"۔ مظلوم خدا سے امداد حاصل کرنے کے لئے چلّاتے ہیں۔ لیکن منکر خدا ان کو کہتا ہے۔ کہ تمہاری چیخیں سُننے والا کوئی خدا نہیں غریب بیمار مصیبت زدہ اور بیکس لوگ خوش ہیں۔ کیونکہ وہ ایشور پر بشواس رکھتے ہیں منکر خدا اس ایشور بشواس کو بھی چھین لیتا ہے (جو کہ مصیبت زدوں کا آخری سہارا۔ زبردستوں پر آخری دباؤ۔ انسان اور انسان کے درمیان انصاف کی بنیاد۔ بُرے کام کرنے والوں کے لئے خوف۔ دیانت دار کے لئے طاقت ہے) اور کہتا ہے "تاریکی و مایوسی میں حیوانوں کی طرح مرو"۔ لیکن نہیں وہ اس ایمان کو نہیں چھین سکتا۔ انسان بھروسہ کرنے کے لئے پیدا ہُوا ہے۔ اور یہ ایمان منطق یا دلائل سے بڑھ کر مضبوط جگہ پر قائم ہے۔ کیونکہ اس کی بنیاد خود انسانی فطرت پر ہے۔ بعض صداقتیں ایسی ہیں کہ جب ہم ان کی طرف نگاہ ہی ڈالتے ہیں تو وہ خود بخود ظاہر ہو جاتی ہیں۔ اور اُن کے ثابت کرنے کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔ اور نہ ہی دلیل اُن کو ثابت کر سکتی ہے۔ اسی لئے پروکلس

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کہتا ہے"۔ وہ انسان جو دلائل سے ہر ایک بات کو ثابت کرنا چاہتا ہے وہ خود دلیل کے برخلاف جاتا ہے"۔ اور ایپکٹیٹس کہتا ہے۔ کہ "جو خود بخود ظاہرا صداقتوں سے انکار کرتا ہے۔ اُس کو ہم دلائل سے قائل نہیں کر سکتے۔ کیونکہ وہ عقل کا پاس نہیں کرتا"۔ اب ہم اپنے مضمون کے پہلے حصہ یعنی منکر خدا اور خدا پرست کے درمیان اختلاف رائے پر سرسری نگاہ ڈالکر خاتمے پر پہنچ گئے ہیں۔ ہم نے یہ دیکھ لیا ہے۔ کہ خدا کی ہستی کو دلائل کے ذریعے ثابت کرنا اگر ناممکن نہیں تو بہت ہی مشکل ضرور ہے۔ اور ایسا ہی خدا کی ہستی سے منکر ہونا بھی اگر ناممکن نہیں تو بہت ہی مشکل ہے ✤

صفحہ دنیا پر سو میں سے ننانوے ایسے شخص ہیں۔ کہ جو ایسے خدا یا دیوتاؤں میں یقین رکھتے ہیں۔ جو کہ دنیا سے باہر اور اوپر ہیں۔ اور جو انسان سے زیادہ زبردست اور زیادہ عاقل ہیں۔ اکثر وہ لوگ کہ جو خدا کی ہستی سے منکر ہیں۔ درحقیقت اصلی شے کی نسبت صرف اس کے نام سے ہی انکاری ہیں یعنی وہ خدا کی جگہ نیچر۔ یا دنیا کی روح۔ یا قوانین قدرت کو کہ جس سے یہ کائنات چل رہی ہے قائم مقام ٹھہراتے ہیں۔ تاہم مجبوراً اُن کو یہ ماننا پڑتا ہے۔ کہ ان قوانین قدرت یا نیچر میں ترتیب۔ خوبصورتی۔ حصوں کی مناسبت زندگی۔ بکاش۔ فہم اور مرضی کے نشوونما کرنے کی خود بخود طاقت ہے۔ چونکہ نیستی سے ہستی نہیں ہو سکتی۔ اس لئے یہ تمام چیزیں ظاہرا طور پر نشوونما ہونے سے پیشتر ضرور ہیولا میں پوشیدہ طور سے موجود ہونگی۔ اس لئے منکر خدا ایک ایسے لامحدود ہیولے میں یقین رکھتے ہیں۔ کہ جس میں فہم۔ طاقت اور دانائی کی خاصیتیں پائی جاتی ہیں۔ اور جو کہ ان تمام کو پیدا کرنے کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

قابل ہے یعنی منکر خدا اس طرح پر ایک لامحدود خالق میں یقین رکھتے ہیں۔ اب ایسے منکر خدا اور خدا پرستوں کے درمیان صرف یہ فرق ہے۔ کہ منکر خدا مانتا ہے کہ وہ اسے علیٰ ہستی بغیر دانائی اور چیتنیتا کے فہیم نتائج پیدا کرتی ہے۔ خدا پرست یقین کرتا ہے۔ کہ وہ ان کو دانائی اور چیتنیتا کے ساتھ پیدا کرتی ہے۔ خدا کی ہستی کو دلائل کے ذریعے ثابت نہیں کر سکتے۔ کیونکہ لفظ خدا کا تصور تمام لازمی تصورات کا اتحاد ہے یعنی اس میں واجب الوجود۔ بے حد کمال علت۔ عقل کُل۔ حُسن بے پایانی۔ اور آزاد مرضی سب کچھ شامل ہے۔ اِن میں سے ہر ایک تصور واجبی اور لابدی ہے۔ جس سے آسان اور سادہ تر کوئی اور تصور ایسا نہیں ہے کہ اسکی تشریح و توضیح کر سکے۔ پس ان سے آسان اور سادہ تر تصور کونسا ہوگا۔ جو ان کے مجموعہ کی توضیح و تشریح کر سکتا ہے۔ اسلئے جو خدا کی ہستی سے منکر رہنا چاہتا ہو اس کے لئے ہم خدا کی ہستی کا ثبوت نہیں دے سکتے۔ لیکن اس سے کوئی بڑی خرابی پیدا نہیں ہوتی۔ کیونکہ خدا میں یقین رکھنا اور اپنی ہستی اور بیرونی کائنات میں یقین رکھنا دونو ایک ہی بُنیاد پر قائم ہیں۔ اور ان ہر دو یقینوں میں سے کوئی بھی ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ ہم ان پر دلیل کے ذریعہ یقین نہیں رکھتے۔ بلکہ ہم انہیں تجربہ کے ذریعہ جانتے ہیں۔ مَیں اپنی ہستی کا علم چیتنیتا یا ایک ذہنی تجربہ کے ذریعہ رکھتا ہوں۔ اسی طرح سے میں بیرونی کائنات کا علم مشاہدہ اور حواس کے تجربہ کے ذریعہ رکھتا ہوں۔ ہم چیتنیتا کے ذریعے اپنے ساتھ میل رکھتے ہیں۔ اور نیچر کے ساتھ حواس کے ذریعے۔ اسی میل کے ذریعے، ہم اپنی ہستی اور نیچر کا علم رکھتے ہیں۔ خدا کا علم بھی ہمیں اسی طرح سے اس کے ساتھ اندرونی و بیرونی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

میل کرنے سے ہوتا ہے۔ جب کہ ہم اُس نیچر کے اندر نگاہ ڈالتے ہیں تو اُس کے تبدیلی پذیر واقعات کے پیچھے ایک غیر مُتبدّل علت کو اور اُس کے محدود ظہوروں کے پیچھے ایک لامحدود ہستی کو۔ اور اُس کی بیشمار مناسبتوں کے پیچھے ایک فہیم منصوبہ کو دیکھ کر ہم نیچر کے ذریعے خدا کے ساتھ میل کرتے ہیں۔ اور اسی طرح سے جب ہم اپنے اندر نگاہ ڈالتے ہیں۔ تو ہم اپنی کمزور حالت اور بُرے افعال کے پیچھے ایک مکمل نیکی۔ اپنی سرد مہری کے پیچھے ایک مکمل محبت اپنے رنج والم و کمزوریوں کے پیچھے ایک مکمل آرام کی دائمی امید دیکھ کر اندرونی طور سے خدا کے ساتھ میل کرتے ہیں۔ تمام علم میل جول سے حاصل ہوتا ہے۔ اور ہم کسی شے کا علم بغیر کوشش کے حاصل نہیں کر سکتے نیز علم زندگی سے پیدا ہوتا ہے۔ پس جس طرح ہمیں بیرونی دُنیا کا علم حواس کے ذریعہ اور اپنی ذات کا علم چیتن تجربہ کے ذریعہ یعنی اپنے اندر نگاہ ڈالنے اور رُوح کو ایک زندہ حرکت میں رکھنے کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے۔ اسی طرح کسی انسان کو خدا کا علم بغیر کوشش کے حاصل نہیں ہو سکتا۔ بلکہ خدا کے ساتھ صرف زندہ اور روحانی تجربہ کے ذریعہ میل جول کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ جیسا انجیل بتلاتی ہے۔ کہ "روحانی چیزیں رُوح کے ذریعہ ہی جانی جاتی ہیں" +

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

برہم پرچارک

اِس نام کا ایک پندرہ روزہ پرچہ ڈمئی کاغذ پر ۱۶ صفحوں میں چھپ کر لاہور سے نکلتا ہے۔ اس میں ایک غزل یا بھجن۔ پرارتھنا۔ روحانی زندگی کے مختلف پہلوؤں اور بھاؤں کے مُتعلّق اپدیش و مضامین۔ چیدہ نصائح یا بچن۔ نتیجہ خیز اخلاقی نوٹ۔ چیدہ اور مُفید خبریں مہاتماؤں کی سوانح عُمری وغیرہ درج ہوتے ہیں +

قیمت مع محصولڈاک صرف عہ (دو روپے) سالانہ ہے +

درخواست خریداری بنام منیجر **برہم پرچارک** لاہور آنی چاہیئے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اگر دھرم کے متعلق زمانہ حال کی نئی روشنی سے فائدہ اُٹھانا اور اپنی رُوحانی ترقی چاہتے ہو تو مفصلہ ذیل کتب منیجر براہم دھرم پرچار آفس لاہور سے منگا کر ضرور مطالعہ کرو:-

اُردو کتب

	قیمت
مہرشی جی کی بیاکھیان اُردو جلد اول / ” حصہ اول و دوم بلا جلد	عہ
” جلد دوم (حصہ سوم و چہارم) بلا جلد	۸/
” جلد اول مجلد بہ کاغذ	۲ عہ/
” ” مجلد بہ پارچہ	۲ عہ/
” جلد دوم مجلد بہ پارچہ	۱۰/
” جلد اول و دوم مشترکہ	۲ عہ/
وصال باری	۱۰/
رُوحانی عروج	۸/
فرائض انسان ہر سہ حصہ مکمل	۱۲/
سوانح عمری بنجمن فرینکلن	۱۲/
سوانح عمری مہاتما راجہ رام موہن رائے / ” مصنفہ لالہ نتھو رام نند	۲ عہ/
سوانح عمری ایضاً مصنفہ لالہ رگھوناتھ سہائے بی اے	۴/
سوانح عمری مہرشی دیویندر ناتھ ٹھاکر جی / مصنفہ لالہ رگھوناتھ سہائے بی - اے	۴/
سوانح عمری مہاتما کیشب چندر سین مصنفہ لالہ رگھوناتھ سہائے	۶/
سوانح عمری ایشور چندر ودیا ساگر . . .	۶/
سنگیت مالا	۴/
بشواسی بیتے	۴/

	قیمت
بدھ دیو جی کی سوانح عمری حصہ اول	۴/
” ” حصہ دوم	۸/
” ” حصہ سوم	۴/
دھرم مارگ	۴/
مطالعہ فطرت	۵/
اخلاقی سبق ہر سہ حصہ (خصوصاً بچوں کے لئے)	۱۲/
موتیوں کی لڑی	۵/
ثمرۂ دیانت	۶/
گرہ دھرم یعنی فرائض خانہ داری۔ . .	۵/
براہمو دھرم شکھشا	۶/
شرابی کی سچی سرگذشت	۳/
پرارتھنا پستک	۲/
کاشف الالہام	۱۰/
وقت اور اصلاح	۹ پائی
مشرقی و مغربی دھرم بھاؤ	۱/
ملک ہند کے لئے ایک عظیم مسئلہ . . .	۱/
دھرم کا روپ سروپ	۱/
ایشور ایک غیر فہیم مادی طاقت ہے یا فہیم زندہ پرش؟	۱/
جگ پربرتک رام موہن رائے	۳ پائی
براہم دھرم کے نیم و براہمو زندگی کا معراج	۱/
ایشور کی مرضی	۱/
ایشور پریم و پاکیزگی	۱/

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

	قیمت
روحانی گلدستہ حصہ اول	۱/
" حصہ دوم	/۱۰
سچی عبادت	/۱۰
سادھک منڈلی	/۱۰
تناسخ کی اصلیت	/۱۰
مختصر سوانح عمری راجہ رام موہن رائے	/-
" " مہرشی دیویندر ناتھ ٹھاکر جی	/۲
" " شریمتی سدامنی رائے	/۰
زندگی کا کیا مقصد ہے ؟	/-
اُتسب کا دن	/-
براھمو سماج کے اصول اور اُن کی تشریح ...	/-
شراب نوشی اور اُس کی خوفناک برائیاں ...	/-
شراب لیلا	/۰
تھیوڈور پارکر کی چٹھی	/-

انگریزی کتب

	قیمت
فرام پاورٹی ٹو پاور	۱/۱۰
اوٹ فرام دی ہارٹ	/۱۵
آل دیز تھنگس ایڈڈ	۱/۱۰
تھرو دی گیٹ آف گڈ	/۱۵
ایز اے مین تھنکیتھ	/۱۵
اِن ٹیون وِد دی اِنفنٹ ...	۱/۴
کیرکٹر بلڈنگ	/۱۵
ایوری لِوِنگ کریچر	/۱۵
گریٹسٹ تھنگ اِیور نون ...	/۱۵
وِٹ آل دی ورلڈ از اے سیکنگ	۱/۴
کیرکٹر مصنفہ ڈاکٹر سائل صاحب ...	۱/۸
گاسپل آف بُدھ	۱/۱۲
چائیلڈ ہڈ آف دی ورلڈ (دنیا کا بچپن)	/۱۵
اسینٹ آف مین	۱/۴
دی آئیڈیل لائف	۱/۸
نیچرل لا اِن دی سپرچول ورلڈ ...	۱/۱۲
دی چینجڈ لائف	۱/۲
اور گاسپل	/۱۰
میٹیریل ازم اینڈ اتھی ازم ریفیوٹڈ (یعنی خدا کی ہستی کا ثبوت اور الحاد و دہریہ پن کی تردید	۳/
ڈیوٹیز آف مین (جوزف میزینی) ...	۲/
روے لیشن مصنفہ پنڈت شیو ناتھ شاستری ایم اے	/۰
" " ٹرو ورشپ	/۱۰
انگلش ورکس آف راجہ رام موہن رائے ...	۵/
تھی ازم دی ریلیجن آف کامن سنس انڈ چارلس وائسی	۲/
ریپرپلس	۱/
سائنس اینڈ ریلیجن	/۱۰

ہندی کتب

	قیمت		قیمت
سُکھی پریوار ..	۱/	دھرم وشئے پرشن اُتر	۱/
مہرشی دیویندر ناتھ ٹھاکر جی کا مختصر جیون چرتر	/۱۰	تت بودھ مصنفہ بابو نوین چندر رائے	۸/
بنواسی ہے	۲/	استری شکھشا	/-
براھمو دھرم گرنتھ حصہ اول و دوم	۲/	دھرم دیپکا	/-
براھمو دھرم کے بیاکھیان	/۸	روحانی عروج کا ہندی ترجمہ	۱/۴
براھمو پرشٹ نیت	۳/	سنت دھرمی لوگ دیا لوک کیسے مانتے ہیں	/-
پچھم بہتے ستارہ	۱/		
براھمو دھرم (انتخاب)	۴/		

Entered
۱۶۲۱۶C

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar